۷۳۔ سورۃ الزمر، ۳۹/ ۶۲۔

۷۴۔ امین الدین شافعی، تفسیر جامع البیان، ۲/ ۲۳۰۔

۷۵۔ سورۃ السجدہ، ۳۲/ ۱۱۔

۷۶۔ پیر کرم شاہ، (ترجمہ)، تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۳۹۹ء، ۳/ ۶۳۱۔

۷۷۔ سورۃ الطلاق، ۶۵/ ۳۔

۷۸۔ المفردات، ص ۵۳۱۔

۷۹۔ سورۃ الاعراف، ۷/ ۸۹۔

۸۰۔ البخاری، (کتاب التہجد باب باللیل)، ۱/ ۱۵۱۔

۸۱۔ عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دار الفکر بیروت، (ت۔ن)، جزء ۷، ۴/ ۱۶۷۔

۸۲۔ قسطلانی، ارشاد الساری، المطبعتہ الکبری، الامیریہ، بولاق، مصر، ۱۳۰۴ھ، ۲/ ۳۰۸۔

۸۳۔ ترمذی، جامع (ابواب جہنم، باب ماجاء فی صفۃ النار، مکتبہ رحیمیہ، دیوبند، ۱۹۵۲ء، ۱/ ۸۱۔

۸۴۔ عبدالرحمٰن مبارکپوری، تحفۃ الاحوذی، ادارۃ الحکیم، ذکی الدین امروہوی، ۱۳۵۲ھ، ۳/ ۳۴۰۔

۸۵۔ مسلم، الصحیح (کتاب الزکاۃ، باب تحریم الزکاۃ علی رسول اللہ ﷺ) مطبعہ علیمی، دہلی، ۱۳۴۸ھ، ۱/ ۳۴۴۔ ابوداود، (کتاب الخراج والفئی والامارۃ، باب فی بیان مواضع قسم الخمس)، ۲/ ۴۱۸۔

۸۶۔ جار اللہ محمود زمخشری، الفائق فی غریب الحدیث، دار المعرفۃ، بیروت، (ت۔ن)، ۴/ ۷۸۔
ابن الاثیر، النہایۃ فی غریب الحدیث، موسسۃ اسماعیلیان، ایران، ۱۳۶۴ھ، ۵/ ۲۲۱۔

۸۷۔ ابوداود، (کتاب الجہاد، باب فی سکنی الشام) ۱/ ۳۳۶۔ امام احمد، ۵/ ۲۸۸۔

۸۸۔ شمس الحق محمد عظیم آبادی، عون المعبود لشرح سنن ابی داود، ۷/ ۱۶۱۔

۸۹۔ البخاری، (کتاب الجہاد، باب افضل الناس مومن)، ۱/ ۳۹۱۔

۹۰۔ قسطلانی، ارشاد الساری، ۵/ ۳۵۔

۹۱۔ البخاری، (کتاب الحیض باب مخلقتہ وغیر مخلقتہ)، ۱/ ۴۶۔

۹۲۔ عینی، عمدۃ القاری، (جزء ۳)، ۲/ ۲۹۳۔

۹۳۔ ابوداود، (کتاب الاقضیتہ باب الوکالۃ)، ۲/ ۵۱۱۔

۹۴۔ وسق کی جمع اوسق ہے۔ عربوں کا یہ کیلی پیانہ تھا۔ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع ہمارے تقریباً ساڑھے چار سیر یا سوا چار کلو کا ہوتا ہے اسطرح ایک وسق تقریباً چھ من تیس سیر یا ۲۵۵ کلو گرام کا ہوگا۔ (احمد یار خاں 'مراۃ شرح مشکوۃ' نعیمی کتب خانہ 'گجرات' (ت۔ن)' ۳/ ۲۴۔
۹۵۔ السرخسی 'المبسوط ۱۹/ ۲۔
۹۶۔ کاسانی 'بدائع الصنائع' ۶/ ۱۹۔
۹۷۔ فخر الدین رازی' التفسیر الکبیر' ۱۱/ ۷ ۳۔
۹۸۔ سید شریف جرجانی ' التعریفات 'المکتبه الحمادیه 'کراچی' ۱۹۸۳ء 'ص ۲۲۷۔
۹۹۔ البحر الرائق لابن نجیم میں "مقامه" کی بجائے "مقام نفسه" کے الفاظ ہیں۔
۱۰۰۔ ابن ہمام 'فتح القدیر 'مکتبہ رشیدیہ 'کوئٹہ (ت۔ن)' ۷/ ۱۳۹۔
۱۰۱۔ المقدسی' الاقناع فی فقه الامام احمد بن حنبل ' دارا المعرفته 'بیروت' (ت۔ن) ۶/ ۵۵۳۔ ابن نجیم 'البحر الرائق 'مکتبہ حامدیہ 'کوئٹہ '(ت۔ن)' ۷/ ۱۳۹۔
۱۰۲۔ الشربینی ' مغنی المحتاج ' دارالفکر 'بیروت '(ت۔ن)' ۲/ ۲۱۷۔
۱۰۳۔ شمس الدین محمد ' نهایته المحتاج الی شرح المنهاج ' دارالفکر 'بیروت' ۱۹۸۴ء ۵/ ۱۵۔
۱۰۴۔ علائوالدین حنفی 'الدر المختار 'طابع قاضی ابراهیم 'بمبی (ت۔ن)' ص ۶۸۴۔
۱۰۵۔ محمد اعلی تھانوی 'کشاف اصطلاحات الفنون 'سہیل اکیڈیمی 'لاہور' ۱۹۹۳ء '۲/ ۱۵۱۱۔
۱۰۶۔ شوکانی 'نیل الاوطار 'انصار السنہ محمدیہ 'لاہور '(ت۔ن) ۷/ ۹ علامہ ابن حجر نے بھی وکالت کی یہی تعریف بیان کی ہے۔ (ابن حجر عسقلانی 'فتح الباری 'دار نشر الکتب الاسلامیہ 'لاہور' ۱۹۸۱ء '۴/ ۴۷۹۔
۱۰۷۔ ابراہیم انیس 'المعجم الوسیط / ۲/ ۱۰۵۵۔
۱۰۸۔ السنهوری' الوسیط ' دارا لنهضة 'قاہرہ' ۱۹۶۴ء '۷ الف / ۲/ ۳۷۔
۱۰۹۔ الجزیری 'کتا ب الفقه علی مذاهب الاربة ' المکتبه التجاریه الکبری ' دارالفکر 'بیروت' ۱۹۶۹ '۳/ ۱۶۷۔
۱۱۰۔ الزحیلی 'الفقہ الاسلامی وادلتہ 'دار الفکر بیروت' ۱۹۸۴ء '۴/ ۱۵۰۔
۱۱۱۔ ایضاً۔

چائیلڈ لیبر اور اسلام

تحریر: صوبیدار لطیف اللہ، ڈیرہ اسماعیل خان

چائیلڈ لیبر کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر واضح کرنے سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ انسان کی بنیادی ضروریات کیا ہیں؟ اور ان بنیادی ضروریات کی تکمیل کیلئے خالق کائنات نے کیا انتظام وانصرام کیا ہے؟ ان پہلوؤں پر روشنی ڈالے بغیر چائیلڈ لیبر کے متعلق اسلام کا نظریہ جاننا مشکل نظر آتا ہے۔

انسان کی بنیادی ضروریات اور ان کی تکمیل کا انتظام وانصرام

دنیا میں انسان کی دو بنیادی ضروریات ہیں ایک طرف جسم اور روح کے رشتے کو قائم رکھنے کیلئے اسے مادی اور جسمانی وسائل درکار ہیں اور دوسری طرف انفرادی اور اجتماعی زندگی کو صحت مند بنیادیادوں پر استوار کرنے کیلئے اخلاقی اور تمدنی رہنمائی کیلئے اللہ نے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

"ومارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم فيضل الله من يشاء ويهدی من يشاء وهوالعزيز الحكيم"(۱)

(اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ انہیں (احکام خدا) کھول کھول کر بتادے پھر خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے)

پھر اللہ تعالی نے انسان کی مادی اور جسمانی احتیاجات کی تسکین کیلئے وسائل کا ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ زمین و آسمان میں ودیعت کردیا ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

"هوالذی خلق لكم ما فی الارض جميعاً"(۲)

(وہ اللہ جس نے تم سب کیلئے ہر وہ چیز پیدا کی ہے جو زمین میں ہے)

اسلام نے ساری زمین بلکہ پوری کائنات کو انسان کیلئے میدان عمل قرار دیا ہے اور کائنات کی ہر چیز میں وسائل معاش اور نعمتوں کی بھرمار پیدا کردی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

ولقدمكناكم فی الارض وجعلنالكم فيهامعايش"(۳)

(اور بیشک ہم ہی نے تم کو زمین پر رہنے کی جگہ دی اور اس میں تمہارے لئے سامان معاش پیدا کئے)

قرآن مجید کی ان آیات مقدسہ سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ نے انسان کی ان دو بنیادی ضروریات کی تکمیل کیلئے انتظام وانصرام کا کتنا وسیع منصوبہ بنایا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کیلئے جن اخلاقی اور تمدنی اصولوں کی ضرورت تھی اس کیلئے انبیاء ورسل کا طویل سلسلہ شروع کیا جو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار مقدس نفوس پر مشتمل تھا۔ پھر انسانی جسم اور روح کے رشتے کو قائم ودائم رکھنے کیلئے اور اس کی مادی اور جسمانی ضروریات کی فراہمی کیلئے زمین وآسمان کی وسعتوں میں وسائل کا بیش بہا خزانہ محفوظ کردیا گیا ہے۔ وسائل کے ان بیش بہا خزانوں سے استفادہ کرنا ہر انسان کی استطاعت پر منحصر ہے۔

اسلام میں انسانی معاشی ضروریات کا اہتمام

اسلام کے نزدیک انسان کی اصل معراج اخروی نجات ہے اور ایک سچے مسلمان کی پہچان یہ ہے کہ وہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دے اور اسی کو اپنی منزل مقصود بنائے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام دنیا کی ان چیزوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا جو انسان کی مادی زندگی کیلئے مطلوب ہیں۔ انسان اصل میں صرف روح کا نام نہیں بلکہ روح اور جسم دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔ ایک مسلمان کو اس دنیا میں اپنا فرض بجالانے اور اپنے خالق کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کیلئے جو کچھ کرنا ہے اس کیلئے جسم اور جسمانی قوتیں نہایت ضروری ہیں ایسی حالت میں وہ سروسامان کیوں ضروری نہ ہوگا جس پر اس جسم اور ان جسمانی قوتوں کی بقا کا انحصار ہے جسے ہم انسان کی معاشی ضرورت کہہ سکتے ہیں۔

اس حقیقت کی وضاحت کے بعد ضروری ہے کہ انسان کی معاشی ضرورت کی تکمیل کیلئے اسلام نے کیا ہدایات دی ہیں؟ اس سوال کا جواب بڑا مختصر اور جامع ہے۔ دراصل اسلام نے انسان کو اپنی معاشی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے معاشی جدوجہد پر اس قدر اکسایا ہے کہ ایک انسان معاشی جدوجہد کے سلسلے میں اپنے خالق حقیقی کو نہ بھولے اور جائز ذرائع کو بروئے کار لائے تو یہی کسب معیشت اللہ تعالی کی عنایات میں سے ایک بہترین نعمت ہوگی کیونکہ اسی معاشی ضرورت سے انسانی زندگی کا قیام وابستہ ہے جس کے بغیر انسانی زندگی کے وجود کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر اسلام نے ہر انسان کو اپنی استطاعت کے مطابق مختلف جائز ذرائع سے حصول رزق کی ترغیب دلائی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وابتغوا من فضل الله واذكروالله كثيرا لعلكم تفلحون(۴)

(اور رزق کی تلاش کرو اور اللہ تعالی کا ذکر کثرت سے کیا کرو تاکہ تم فلاح پاسکو۔)

قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر بھی ابتغاء رزق کے کئی تاکیدی احکام موجود ہیں ان کے علاوہ حضورا کرم ﷺ کے بے شمار ارشادات میں بھی حصول معاش کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"عن عبداللہبن مسعود قال قال رسول اللہصلی اللہعلیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة"(۵)

(حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضورا کرم ﷺ نے ارشاد فرمایا رزق حلال کی تلاش و جستجو کرنا فریضہ کے بعد فریضہ ہے۔

حضورا کرم ﷺ کے اس ارشاد مقدس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے حلال کمائی کی تلاش کرنا دیگر فرائض الیہہ کے بعد ایک فریضہ ہے۔ ایک اور حدیث نبوی ﷺ ہے:

"عن رافع بن خدیج قال قیل یا رسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور"(٦)

(حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ حضورا کرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا کسب پاکیزہ ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر ایسی بیع جو مقبول ہو۔)

قرآن مجید اور حضورا کرم ﷺ کے ان ارشادات سے واضح ہوجاتا ہے کہ اسلام میں انسانی معاشی ضروریات کی تکمیل کیلئے جدوجہد کرنے کی کتنی اہمیت ہے۔ اس سے یہ بات بھی خوب ذہن نشین ہوجاتی ہے کہ انسانی زندگی کے وجود کی بقا کتنی اہمیت کی حامل ہے۔

کسب معاش کے مختلف ذرائع

اسلام نے ہر فرد کو اپنی صلاحیت اور اپنی پسند کے مطابق کسب معاش کی آزادی دی ہے۔ لیکن اسے یہ آزادی ہرگز نہیں کہ وہ حصول معیشت میں جو طریقہ چاہے اختیار کرے بلکہ اس انفرادی جدوجہد میں بھی اسے ایسے اصولوں کا پابند بنایا گیا ہے جو نظام معیشت کو فاسد ہونے سے بچانے کے ساتھ اسے دینی اور اخلاقی رفعت بھی عطا کرتے ہیں۔ یہ اصول قرآن مجید نے یوں بیان فرمائے ہیں:

"یاایھاالناس کلوا ممافی الارض حلالا طیباً"(۷)

(اے لوگو جو کچھ زمین میں ہے اس میں سے حلال اور طیب کھاؤ)

یہ ایک ایسا اصول ہے جس سے آج کے دور کی معاشیات بالکل ناآشنا ہے چونکہ اسلام کا اصل مقصد صرف وسائل معاش کی فراوانی نہیں بلکہ ان کا منصفانہ اور مصلحانہ استعمال ہے۔ کسب معاش کے

سارے جائز ذرائع ہر شخص کیلئے یکساں ہیں:

ماہر عمرانیات اور مؤرخ شہیر علامہ ابن خلدون معاش اور رزق طلبی کے مختلف ذرائع پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"معاش عبارت ہے رزق طلبی اور اس کے راستہ میں سعی و کوشش کرنے سے۔ یہ دراصل عیش سے ہے جس کے معنی زندگی کے ہیں اور زندگی کا دارومدار چونکہ رزق طلبی اور جدو کد پر ہے اسی لئے اس کو معاش کہا گیا ہے۔ رزق طلبی کے کئی طریقے ہیں اول یہ کہ اقتدار اعلیٰ حاصل ہونے پر قانون حکومت کے ماتحت محصول وخراج کی شکل میں دوسروں سے کچھ لیا جائے تو اسکا نام محصول وخراج ہی رکھا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ خشکی و تری میں سے وحشی جانوروں کو شکار کرکے زندہ حاصل کیا جائے۔ اس کو پیشہ شکار کہتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ پالتو جانوروں سے لوگوں کی نفع بخش چیزیں حاصل کی جائیں اور ان کو رزق کا ذریعہ بنائیں۔ چوتھے یہ کہ کھیتی سے غلہ اور درخت سے پھل لیا جائے اور یہی طریق معاش ہو۔ اس کا نام کاشتکاری ہے۔ پانچویں یہ کہ کسب اعمال انسانی سے ہو مثلاً بڑھئی یا درزی۔ چھٹے یہ کہ پونجی اندوختہ لگا کر رزق طلبی کی شکل نکالنا، اس ذریعہ معاش کو تجارت کہتے ہیں۔ محققین وادباء وحکماء نے ان سب کو مختصراً اس طرح جمع کیا ہے کہ معاش امارت ہے، تجارت ہے اور فلاحت وصناعت ہے ان میں امارت معاش کا طبعی طریق نہیں البتہ فلاحت وصناعت اور تجارت بے شک طبعی ذرائع معاش ہیں(۸)

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسب معاش یعنی قوت بازو سے روزی پیدا کرنا خواہ تجارت وزراعت کے ذریعہ ہو یا صنعت وحرفت کے ترقی کیلئے ایک بہترین آلہ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان محنت ومشقت کا عادی اور سرگرم عمل ہوتا ہے اس کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں افراد میں سستی، کاہلی اور مفت خوری کے مہلک امراض پیدا ہوتے ہیں جو قوم کو فنا کردیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو کسب معاش پر اتنا زور دیا ہے جس سے دیگر مذاہب کا دامن تعلیم سے یکسر خالی ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ میں زیادہ تر تجارت کو مقدس پیشے کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے لیکن صنعت وحرفت کی اہمیت کو بھی نظرانداز نہیں کیا گیا ہے۔ اگرچہ اسلام کا ابتدائی دور مشینوں کا دور نہ تھا لیکن پھر بھی ہاتھ سے بنائی جانے والی مصنوعات اور دستی کاروبار کیلئے اسلام کی ترغیبات کا سلسلہ بہت طویل ہے جس کا مقصد اس طرف توجہ دلانا ہے کہ معاشی زندگی کی ترقی میں یہ ایک اہم اور پسندیدہ عملی جدوجہد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ ﷺ میں صنعت وحرفت کی ترغیب دی گئی ہے کیونکہ یہی وہ طریقہ ہے جس سے بیروزگاری کا خاتمہ اور خوشحالی کی راہیں کھل سکتی ہیں۔ چنانچہ قرآن

مجید میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"والناله الحدید ان اعمل سبغت وقدر فی السرد (۹)

(اور ان کیلئے ہم نے لوہے کو نرم کردیا کہ کشادہ زریں بناؤ اور کڑیوں کو اندازہ سے جوڑو)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"وعلمنه صنعة لبوس لکم لتحصنکم من باسکم فهل انتم شاکرون (۱۰)

(اور ہم نے انہیں تمہارے لئے زرہ بنانے کی صنعت سکھادی تھی تاکہ لڑائی میں تمہارا بچاؤ کرے پھر کیا تم شکر گزار ہو۔

قرآن مجید کے علاوہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

"عن المقدام رضی اللهعنه بن معدیکرب قال قال رسول اللّٰهصلی اللّٰهعلیه وسلم ماأکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیه وان نبی الله دواؤد علیه السلام کان یاکل من عمل یدیه(۱۱)

(حضرت مقدامؓ بن معدیکرب سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے)

حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے اور جنگ کیلئے لوہے کی قمیص کی صنعت کا کام کرتے تھے۔ حدیث میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

"خالدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ انسان کیلئے کسب معاش کا کون سا ذریعہ بہتر ہے؟ فرمایا دستکاری"

بعض روایات میں ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام سینے کا اور حضرت ادریس علیہ السلام کپڑا بننے کا کام کیا کرتے تھے اور اسی سے معاش پیدا کرتے تھے(۱۲)

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ بھی مذکور ہے اس واقعہ سے قوت بازو سے روزی پیدا کرنے کا سبق ملتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

"فانطلقا حتی اذا اتیا اهل قریة استطعما اهلها فابوا ان یضیفوهما فوجدا فیها جدارا یرید ان ینقض فاقامه قال لوشئت لتخذت علیه اجرا"(۱۳)

(پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا انہوں نے ان کی ضیافت کرنے سے انکار کیا پھر انہوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو (جھک کر) گراچاہتی تھی

تو(خضر نے) اس کو سیدھا کردیا(موسیٰ نے)کہا کہ اگر آپ چاہتے تو ان سے(اس کا) معاوضہ لیتے(تاکہ کھانے کا کام چلتا)

ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"احل ما اکل العبد کسب یدالصانع اذا نصح"(۱۴)

(سب سے زیادہ حلال جو بندہ کھائے وہ کاریگر کے ہاتھ کی کمائی ہے بشرطیکہ وہ خیر خواہی کرے)

لقمان حکیم نےاپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا حلال کمائی سے مفلسی دور کرنا کیونکہ جو فقیر ہوجاتا ہے اس کے اندر تین باتیں پیدا ہوتی ہیں اول دین کی نرمی دوسرے ضعف عقل تیسرے مروت کا جاتے رہنا اور ان تینوں سے بڑھ کر یہ کہ آدمی اس کو حقیر جانتے ہیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ تم کو نہ چاہیے کہ طلب رزق میں تقاعد کرو اور یوں کہو کہ بارخدایا ہم کو رزق دے اس لئے کہ تم جانتے ہو کہ آسمان سے سونا اور چاندی نہیں برستا(۱۵)

ان نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاعلیہم السلام اور صلحاء قوت بازو سے اپنی روزی پیدا کرتے تھے اور خودداری کی خاطر محنت مزدوری سے آپنے آپ کو پیوستہ رکھتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مابعث الله نبیاً الا رعی الغنم فقال اصحابه وانت فقال نعم کنت ارعی علی قراریط لاهل مکة(۱٦)

(اللہ تعالی نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس نے بکریاں چرائی ہیں - آپ ﷺ کے صحابہؓ نے کہا: آپ ﷺ نے بھی چرائی ہیں فرمایا ہاں میں چند قیراط کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔)

حقیقت یہ ہے کہ عمل وسعی دونوں انسانی فرائض میں سے ہیں اور اسلام ان دونوں کی ترغیب دیتا ہے۔ انبیا کرام علیہم السلام اور ہمارے اسلاف نے قوت بازو سے اپنی روزی کمائی اور محنت ومزدوری کو اپنایا۔ بے کاری وکاہلی کو اپنے نزدیک نہ آنے دیا۔اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق مختلف پیشوں کا سہارالیکر محنت واجرت کو اپنا شعار بنایا اور سعادت وعزت کا مقام پایا جبکہ کسب معاش کا دوسرا مقابل پہلو بے کاری اور محتاجی ہے ۔ اسلام نے اس کے متعلق سخت تہدید کی ہے۔ الغرض سعی وعمل کی فضیلت اور مال حلال کے اکتساب میں بےشمار اقوال و آثار ہیں۔ آنحضرت ﷺ طلب روزگار اور حصول روزگار پر ترغیت دلاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"من طلب الدنیاحلالااستعفافاعن المسئلةوسعیاعلی اهله وتعطفا علی جاره لقی الله

تعالی یوم القیامۃووجھہ مثل القمرلیلۃ البدر"(۱۷)

(جو شخص دنیا کو حلال طریقے سے سوال سے بچنے کیلئے عیال پر سعی کیلئے اور اپنے ہمسایہ پر احسان کرنے کیلئے طلب کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالی سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا)

اس پوری تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے انسان کی معاشی ضروریات کی تکمیل کیلئے سعی وعمل کو ضروری قرار دیا ہے اور اپنی ذاتی پسند اور جسمانی وذہنی صلاحیتوں کے مطابق کوئی بھی جائز اور طیب پیشے کو اختیار کرنے کی اجازت دی ہے تاکہ وہ دوسروں کی محتاجی کے بغیر اپنا اور اہل خانہ کا معاشی بندوبست کرکے دنیاو آخرت میں سرخرو ہوسکے۔

چائیلڈلیبر اور اسلامی نقطہ نظر

گزشتہ صفحات میں انسان کی بنیادی ضروریات اور ان کی تکمیل کیلئے اسلام کا انتظام وانصرام مختصراً بیان کیا گیا ہے اور اس چیز کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام میں انسانی معاشی ضروریات کا کس قدر اہتمام کیا گیا ہے اور کسب معاش کی اہمیت کے متعلق قرآن وحدیث کے احکام سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ محنت مزدوری کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا پسندیدہ پیشہ ہے۔ چائیلڈلیبر کا مسئلہ بھی اسی سلسلے سے وابستہ ہے اور اسی مناسبت سے اس کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر جاننے کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔

دراصل کسب معاش کے متعلق اسلام کی جتنی بھی ترغیبات وہدایات وارد ہوئی ہیں ان کا تعلق گھر کے بچوں اور عورتوں سے نہیں بلکہ یہ ذمہ داری گھر کے سربراہ پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کی تمام احتیاجات بشمول معاشی ضروریات کی تکمیل کرے۔ چنانچہ قرآن مجید اسی ذمہ داری کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

"الرجال قوامون علی النساء بمافضل اللہ بعضھم علی بعض وبماانفقوا من اموالھم"(۱۸)

(مرد عورتوں پر قوام ہیں اس لئے کہ اللہ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لئے کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں)

قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ مردوں کو عورتوں پر قوامیت کا درجہ دیتی ہے اور قوامیت کا جامع لفظ جہاں دوسری ذمہ داریوں کو اپنے اندر سمیٹتا ہے وہاں عورتوں کے نان ونفقہ کو بھی اولین اہمیت

دیتا ہے۔ اس طرح بیوی کے نان و نفقہ کی ذمہ داری مرد کے کاندھوں پر ڈال دی گئی ہے بیوی کے علاوہ اپنے بچوں کی پرورش اور ان کی معاشی ضروریات کا بھی اسے مکلف ٹھہرایا گیا ہے۔ اس طرح اسلام نے ان میں سے ہر ایک کے عمل واختیار کا دائرہ متعین کردیا ہے۔ اور حقوق وفرائض کی نشاندہی اور دائرہ عمل واختیار کی تعیین اور ہر موقع کی مناسبت سے ہدایات اس لئے دی گئی ہیں تاکہ ایک صلح اور صحت مند کنبہ کی بنیاد ڈالی جاسکے جو آگے چل کر ایک مثالی معاشرہ قائم کرنے میں مددگار ثابت ہوسکے۔ کنبہ یا خاندان معاشرہ کی بنیادی اکائی ہے جو مرد و عورت اور بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اگر یہ اکائی اپنے دائرہ عمل واختیار کو اسلامی روح کے مطابق ڈھال لے اور اسلامی معاشرہ اور حکومت اپنی ذمہ داریوں کو پہچان لے اور ان پر عمل پیرا ہوجائے تو چائیلڈ لیبر کا مسئلہ خود بخود دم توڑ جائے گا۔ چنانچہ گھر کے سربراہ کے فرائض اور معاشرے اور حکومت کی ذمہ داریوں کی تفصیل اپنی مناسب جگہ پر آئے گی لیکن اس سے پہلے چائیلڈ لیبر اور بچوں کے متعلق اسلام کے اصولی موقف کو بیان کیا جاتا ہے۔

چائیلڈ لیبر کے متعلق شریعت اسلامیہ کا اصولی مؤقف

ادیان عالم میں سے اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو فطرت کے اصولوں سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ اسلام کی تمام تر تعلیمات وہدایات اور اس کے اصول وضوابط کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ بنی نوع انسان کے ہر طبقہ کی مخصوص فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے دینی ودنیاوی امور اور فرائض کی بجا آواری کا ذمہ دار اور مکلف ٹھہرایا ہے تاکہ ہر طبقہ اپنی طاقت وبساط کے مطابق اپنی دنیا وآخرت کو سنوار سکے اور اپنی فوز وفلاح اور ظفر وکامرانی کو یقینی بنا سکے۔ چنانچہ ان اوصاف وخصائص کی بدولت اسلام ہی وہ فطری مذہب ہے جو انسانوں کی فطرت کے عین مطابق ہے

اسی لئے اسے تمام ادیان عالم پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"ان الدین عنداللہ الاسلام (۱۹)

(بیشک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ومن یبتغ غیرالاسلام دینافلن یقبل منہ (۲۰) (جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین تلاش کرے گا تووہ ہرگز قبول نہ ہوگا)

اس مختصر اور جامع وضاحت کے بعد جب ہم چائیلڈلیبر کے حساس مسئلہ پر نظر دوڑاتے ہیں تو اسلام کی جو حقیقی روح کھل کر ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ معاشرے کے اس معصوم اور کمزورونا تواں طبقے کو کسب معاش کی خاطر محنت ومشقت اور عملی جدوجہد سے بالکل آزاد رکھاجائے کیونکہ یہ ان پر ایسا بوجھ اور تکلیف ہے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے اس کے علاوہ اسلام کے جتنے احکام عبادات، معاملات، مناکحات اور عقوبات کا تعلق ہے ان سے نابالغ بچے مستثنیٰ ہیں مثال کے طور پر نماز ہر مسلمان مرد، عورت عاقل بالغ پر فرض ہے (۲۱) نماز کے علاوہ زکواہ ہر سال اس عاقل بال مسلمان پر فرض ہے جو صاحب نصاب ہو اوراس مال پر پورا سال گزر گیاہو۔ (۲۲) زکواہ کے علاوہ روزہ ہر عاقل بالغ مرد اور عورت پر پورے رمضان کا فرض قرار دیا گیا ہے (۲۳) اسی طرح حج عمر میں ایک بار فرض ہے لیکن حج ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے بلکہ اس کیلئے بہت سی شرائط ضروری ہیں اگر یہ شرطیں نہ پائی جائیں توحج فرض نہ ہوگا۔ ان میں سے پہلی شرط کسی مسلمان کاعاقل بالغ ہونا، نابالغ بچوں ورر پاگلوں پر خواہ ان کے پاس کتناہی روپیہ کیوں نہ ہوحج فرض نہیں ہے (۲۴)

مالی معاملات اور عقوبات کے سلسلہ میں بھی بلوغت اور عقلمند ہونا لازمی شرط ہے حدیث نبوی ﷺ ہے:

"عن علی قال قال رسول اللہصلی اللہعلیہ وسلم رفع القلم عن ثلاثہ عن النائم حتی یستیقط وعن الصبی حتی یبلغ وعن المعتوہ حتی یعقل" (۲۵)

(حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین قسم کے آدمیوں سے قلم کو اٹھالیا گیا ہے سونے والے سے اس کے جاگنے تک اور بچہ سے بالغ ہونے تک اور بے عقل سے عقلمند ہونے تک۔)

اسی طرح نکاح کے معاملہ میں نابالغ لڑکے اور لڑکیاں خود مختار نہیں ہیں ان کے ولی ان کا نکاح جہاں چاہیں کردیں ان کو رد کرنے کا حق نہیں۔(۲۶)

بچوں کے متعلق اسلام کے ان احکامات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کرنا کوئی دشوار امر نہیں کہ انہیں کسب معاش کے سلسلہ میں لیبر کرنے کا مکلف ٹھہرایا جائے یا حصول رزق کیلئے عملی جدوجہد میں ان پر بارڈالا جائے۔ علاوہ ازیں عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ جہاں شریعت مطہرہ نابالغ بچوں کو اتنی اہم عبادات، عقوبات ومناکحات اور مالی معاملات میں مکلف نہیں ٹھہراتی اور انہیں ان کی طبعی جسمانی اور مخصوص فطرت کی بناپر بری الذمہ قرار دیتی ہے تو پھر انہیں کسب معاش کی خاطر محنت ومزدوری کی صعوبتوں میں شریک کرنا اور آجیر کی حیثیت سے مستاجر کے دامن فریب میں دے کر ان کی جسمانی وذہنی مخفی صلاحیتوں کو تباہ وبرباد کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اسلام میں چائیلڈ لیبر کیلئے عمر کا تعین

اسلام میں احکام شرعیہ کا مکلف ٹھہرانے کیلئے سن بلوغت کا ہونا ضروری ہے جس کی دلیل حضور اکرم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ ہے:

"عن ابن عمرقال عرضت علی رسول اللّٰہصلی اللّٰہعلیہ وسلم عام احد واناابن اربع عشر سنہفردنی ثم عرضت علیہ عام الخندق وانا ابن خمس عشرہ سنہ فاجازنی فقال عمر بن عبدالعزیز ھذا فرق مابین المقاتلہ والذریہ" (۲۷)

(ابن عمر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مجھے احد کے سال رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا گیا اور میری عمر چودہ برس تھی مجھے اپنے ساتھ نہ لے گئے پھر جنگ خندق کے موقع پر مجھے آپ ﷺ کے ساتھ پیش کیا گیا اور میری عمر پندرہ برس تھی۔ آپ ﷺ نے مجھ کو اجازت فرمائی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ یہ عمر لڑنے والوں اور لڑکوں کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔)

اس حدیث نبوی ﷺ سے بلوغت کی عمر کی تحدید کی جاسکتی ہے جونہی کوئی لڑکا اس عمر کو پہنچ جائے تو وہ بالغ تصور کیا جائے گا اور اس پر وہ احکام جاری کئے جائیں گے جو ایک بالغ مرد پر جاری کیے جاسکتے ہیں اور اسی عمر کو بنیاد قرار دے کر چائیلڈ لیبر کیلئے عمر کی تحدید کی جاسکتی ہے۔ اس عمر تک پہنچنے سے پہلے اسے کسب معاش کی ذمہ داری سے آزاد رکھنا معقول نظر آتا ہے۔

فتاوی عالمگیری کے فقہاء کرام نے بھی غالبا اسی حدیث مبارکہ کو بنیاد بنا کر سن بلوغت کا تعین کیا ہے۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں اس کی صراحت یوں بیان کی گئی ہے:

"لڑکا تب بالغ ہوتا ہے جب احتلام یا احبال یا انزال ہو اور لڑکی احتلام و حیض و حبل سے بالغہ معلوم ہوتی ہے کذافی المختار۔ اور جس سن تک پہنچنے سے لڑکے اور لڑکی کے بلوغ کا حکم دیا جاتا ہے وہ سن پندرہ سال کا ہے یہ صاحبین کا مذہب ہے اور یہی ایک روایت امام اعظم سے ہے اور اسی پر فتوی ہے اور مشہور روایت امام اعظم سے یہ ہے کہ اٹھارہ برس کا لڑکا اور سترہ برس کی لڑکی بالغ ہوتی ہے۔ احتلام وغیرہ سے بالغ ہونے کی ادنی مدت طفل کے حق میں بارہ برس اور لڑکی کے حق میں نو برس ہیں اور اگر لڑکا بارہ برس سے کم اور لڑکی نو برس سے کم ہو اور بلوغ کا دعوی کیا تو بلوغ کا حکم نہ دیا جائے گا۔ اگر لڑکا اور لڑکی اپنے بلوغ کے مخبر ہونے یعنی دونوں نے اپنے بالغ ہونے کی خبر دی اور ان کا ظاہر حال ان کے قول کے خلاف ومکذب نہیں ہے تو ان کا قول قبول کیا جائے گا جیسے عورت کا قول حیض کے باب میں مقبول ہوتا ہے" (۲۸)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی بلوغت کی تحدید کچھ یوں بیان فرمائی:

"موافق مذہب مفتی بہ پندرہ سال کی عمر تک حد بلوغ لڑکا لڑکی کی ہے اور اگر اس سے پہلے انزال یا حمل ظاہر ہوجاوے تو اس پر حکم بلوغ دیا جائے گا"(۲۹)

مولانا مجیب اللہ ندوی نے بھی شرح المجلۃ کے حوالے سے بلوغت کی حد کے متعلق یہی رائے نقل کی ہے "لڑکے کے بالغ ہونے کی عمر بارہ سے شروع ہوتی ہے اور لڑکیوں کی نو برس سے۔ اگر ۱۲ اور ۱۴ برس کے درمیان اور لڑکیاں ۹ تا ۱۴ برس کے درمیان بالغ نہ ہوجائیں تو ۱۵ برس کی عمر میں ان پر بالغ ہونے کا حکم جاری کردیا جائے گا۔ خواہ بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہوں یا نہ ہوں۔ بالغ ہونے کی علامت لڑکوں کیلئے احتلام یا مباشرت میں منی نکلنا ہے اور عورتوں کیلئے حیض آنا یا حاملہ ہوجانا ہے۔ اگر بغل یا چہرہ پر بال نکل آئیں تو اس سے بالغ ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ بارہ برس کی عمر ہوجائے اور بالغ نہ ہو تو اسے مراہق کہیں گے۔

"كما يثبت حد البلوغ بالاحتلام والاحبال والحيض والحبل لاعتبار لنبات العانة واللحية وشعر الساق والشارب " مبداسن البلوغ فى الرجل اثنتاعشرة سنة تامة وفى المراة تسع سنين تامة ومنتهاه فى كليهماخمس وشرة سنة واذااكمل اثنتى عشرة ستة ولم يبلغ يقال له المراحق"(۳۰)

ان نصوص اور دلائل کی روشنی میں بلوغت کی انتہائی عمر پندرہ برس نہایت واضح نظر آتی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پندرہ برس سے کم عمر بچوں کو حصول معاش کی خاطر محنت و اجرت کی زحمت سے دور رکھا جائے۔ اور ان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو خوب پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ وہ بہترین شہری بن سکیں اور ملک و ملت کی بہترین خدمت کر سکیں۔

چائیلڈ لیبر اور والدین کی ذمہ داریاں

اسلام میں لڑکے کی پرورش کی مدت سات برس ہے اور اس مدت تک پرورش کی نگرانی ماں کے ذمہ ہوگی لیکن نفقہ ان کے باپ کے ذمہ ہوگا(۳۱)

اگرچہ بچے کی پرورش والدین کی مشترکہ ذمہ داری ہے اور اس پرورش پر اس کی ساری زندگی کی اچھائی اور برائی کا دارومدار ہے اس لئے اس ذمہ داری کے سلسلے میں والدین کو غفلت اور لاپرواہی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ بچے کی ابتدائی عمر کا زیادہ تر حصہ ماں سے وابستہ ہوتا ہے اور پرورش کی زیادہ ذمہ داری ماں پر عائد ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ماں کی تربیت کا اثر بچے کی پوری زندگی پر نمایاں

نظر آتا ہے۔اسی خوبی اور وصف کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ نے قریش کی عورتوں کے متعلق ارشاد فرمایا:

"عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم خیرنساء رکبن الابل صالح نساء قریش احناه علی ولد فی صغره وارعاه علی زوج فی ذات یده"(۳۲)

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہترین عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں(عرب عورتیں) قریش کی نیک عورتیں تمام عورتوں سے اپنی اولاد پر شفیق ہیں اور اپنے خاوندوں کے مالوں کی بہت حفاظت کرتی ہیں جو ان کے قبضہ میں ہوتا ہے۔

بچے کی پرورش کی ذمہ داری کا صرف یہ مطلب نہیں کہ ماں باپ اس کی جسمانی پرورش و نمو کا سامان میسر کریں بلکہ اس کی جسمانی نشوونما کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن، اخلاق و کردار اور اس کی تعلیم وتادیب کا بھی مناسب بندوبست کریں۔ اگر والدین نے بچے کی جسمانی پرورش اور صحت و تندرستی کی دیکھ بھال تو کی لیکن اس کے باطن پر کوئی توجہ نہ دی تو انہوں نے ایک طرف تو رشتہ زوجیت کے ایک اہم حق کی ادائیگی میں لاپرواہی برتی اور دوسری طرف معاشرہ میں صلاح کی بجائے فساد کا دائمی وابدی بیج بودیا کیونکہ ایسا بچہ جوان ہونے پر اپنے خاندان اور معاشرے کیلئے دینی واخلاقی لحاظ سے مفید ہونے کی بجائے مضر ثابت ہوگا۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کی اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید نے عام مسلمانوں کو یہ حکم دیا:

"یایھاالذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا(۳۳)

(اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ)

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کو نہایت جامع انداز میں بیان کردیا گیا ہے۔ آگ سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے بچوں کو ایسی تعلیم و تربیت دینی چاہیے جو ان کی دنیاوی واخروی کامیابی کی ضامن ہو۔ اگر ایسا نہیں تو پھر ہر شخص سے روز قیامت اس ذمہ داری کے متعلق بازپرس کی جائے گی کیونکہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"عن عبداللّٰہ بن عمرقال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته فالامام الذی علی الناس راع وهومسئول عن رعیته والرجل راع علی اهل بیته وهومسئول عن رعیته والمراة راعیته علی بیت روجها وولده وهی مسئولة عنهم وعبد الرجل راع علی مال سیده وهوا مسئول عنه الافکلکم راع

وکلکم مسئول عن رعیته(۳۴)

(حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خبردار تم میں سے ہر ایک ایک رعیت کا نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا وہ امام جو لوگوں پر حاکم ہے نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر پر نگہبان ہے اور اس سے ان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ مرد کا غلام اس کے مال پر نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔) خبردار تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

اس حدیث مبارکہ میں ذمہ داری کے تصور کو نہایت جامع انداز میں بیان کر دیا گیا ہے۔ جس میں گھر کے سربراہ سے لے کر ریاست کے سربراہ کو اپنے دائرہ اختیار کے اندر مسؤلیت اور نگہبانی کا ملتزم ٹھہرایا گیا ہے۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کے ضمن میں اسلام کا یہ حکم ہے کہ ان کو پاکیزہ تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ کرنا والدین کے تمام عطیات سے بہتر عطیہ ہے اگرچہ اولاد کی تعلیم و تربیت والدین کی مشترکہ ذمہ داری ہے مگر یہ ذمہ داری باپ پر زیادہ عائد ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"مانحل والد ولده من نحل افضل من ادب حسن" (۳۵)

(کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھی تعلیم و تربیت سے بہتر عطیہ نہیں دیا)

آپ ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے:

"من ولد له ولد فليحسن اسمه وأدبه(۳٦)

(جس کا کوئی لڑکا پیدا ہوا تو اس کا اچھا نام رکھنا چاہیے اور اچھی طرح ادب سکھانا چاہیے)

قرآن و حدیث کے ان احکام سے واضح ہو جاتا ہے کہ اولاد کی پرورش اور تعلیم و تربیت والدین کا اولین فریضہ ہے اگر والدین نے اس فریضہ کی ادائیگی میں غفلت برتی تو وہ ضرور ماخوذ ہوں گے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اولاد طبعاً والدین کی محتاج ہوتی ہے اور اسی احتیاج کی بنا پر والدین ان سے محبت و شفقت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اولاد سے محبت و شفقت کا یہ جذبہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت ایسی کی جائے جو قانون فطرت کے عین مطابق ہو۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

"اولاد کی آباء کی طرف احتیاج اور طبعاً والدین کی شفقت اس بات کی باعث ہوئی کہ وہ اولاد کو وہی باتیں تعلیم فرمائیں جو قانون فطرت کے موافق ان کے کام آئیں اور آباء کا تقدم جو اولاد پر ہوتا ہے یہاں تک کہ اولاد بڑی ہو کر بھی عقل اور تجربہ میں ان کو زیادہ ہی پاتی ہے اور صحت اخلاق جس کا حکم ہے کہ

بھلائی کے بدلے میں بھلائی کی جائے اور ان کی تربیت میں آباء کا محنتیں برداشت کرنا جو کسی شرح کی محتاج نہیں ان سب باتوں نے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کو طریقہ لازمہ بنادیا (۳۷)

اولاد کی ابتدائی پرورش اور تعلیم و تربیت کے ضمن میں اسلام کے احکام کا اجمالاً ذکر کرنے کے بعد وضاحت طلب امر یہ ہے کہ ایک فرد کو اپنی انفرادی معیشت میں سے اپنی اولاد پر کس قدر خرچ کرنا ضروری ہے یا پھر خود اولاد اپنی ضروریات کی تکمیل کیلئے مشقت لیبر کا بوجھ اٹھائے؟ ان سوالوں کا مختصر اور جامع جواب اسلام نے حسن سلوک کی ایک عام اور جامع اصطلاح میں نہایت خوبصورتی سے سمودئیے ہیں۔ حسن سلوک کی اس جامع اصلاح کا اطلاق معاشرے کے ہر اس فرد پر ہوسکتا ہے جو کسی نہ کسی لحاظ سے دوسرے افراد کی توجہ اور مدد کا مستحق نظر آئے۔ اولاد کے متعلق والدین کا حسن سلوک ایک ایسا اور یہ ہے جس سے اولاد کی شخصیت کی تذلیل و تحقیر نہ ہو۔ اولاد کے ساتھ نرمی اور محبت و شفقت کا سلوک اسے ذمہ دار بنادیتا ہے۔ حضورا کرم ﷺ کے بے شمار ارشادات سے پتہ چلتا ہے کہ اولاد کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان پر مہربان ہونا کامل ایمان کی نشانی ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان من اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقا والطفھم باھلہ"(۳۸)

(مومنوں میں سے کامل ایمان والاوہ شخص ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور اپنے اہل وعیال پر مہربان ہو۔

اہل وعیال کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان پر مہربان ہونے کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ان سے بات چیت میں نرمی اور ملاطفت کو ملحوظ رکھا جائے بلکہ ان پر استطاعت کے مطابق خرچ کرنا بھی ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"لینفق ذوسعة من سعته ومن قدر علیه رزقه فلینفق مماآتہ الله لا یکلف الله نفسا الاماآتھا سیجعل الله بعد عسر یسرا(۳۹)

(چاہیے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے موافق خرچ کرے اور جس کو نپی تلی روزی ملتی ہے وہ اتنا ہی خرچ کرے جتنا اللہ نے اسے دیا ہے اللہ تعالی نے جس کو جس قدر دیا ہے اس سے زیادہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ اللہ تعالی تنگی کے بعد آسانی فرمادے گا۔)

قرآن مجید کے علاوہ بے شمار احادیث نبویہ ﷺ میں بھی اہل وعیال پر خرچ کرنے کی تاکید کی گئی ہے:

"عن جابر بن سمرہ قال قال رسول الله صلی اللهعلیه وسلم اذا اعطی الله احدکم

خیرا فلیبدا بنفسه واهل بیته(۴۰)

(حضرت جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کو اللہ تعالی مال دے تو پہلے اپنے اوپر اور اپنے گھروالوں پر خرچ کرے)

آپ ﷺ کا دوسرا ارشاد گرامی یوں ہے:

"اذا انفق المسلم نفقة علی اهله وهو یحتسبهاکانت صدقة(۴۱)

(جب مسلمان اپنی بیوی بچوں پر کار ثواب سمجھ کر خرچ کرتا ہے تو وہ اس کیلئے صدقہ ہوجاتا ہے۔)

ایک دوسری حدیث مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ نے انفاق فی سبیل اللہ کے مقابلہ میں اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کو اجر وثواب کے لحاظ سے زیادہ افضل قرار دیا ہے:

"عن ابی هریرة قال قال رسول اللهصلی اللهعلیه وسلم دینار انفقته فی سبیل الله ودینار انفقته فی رقبه ودینار تصدقت به علی مسکین ودینار انفقته علی اهلک اعظمها اجراً الذی انفقته علی اهلک"(۴۲)

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک دینار وہ ہے جس کو تو اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جس کو تو گردن آزاد کرانے میں خرچ کرتا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جس کو تو مسکین پر صدقہ کرتا ہے۔ ایک دینار وہ ہے جس کو تو اپنے گھروالوں پر خرچ کرتا ہے اجر وثواب کے لحاظ سے اپنے گھروالوں پر خرچ کیا گیا دینار بڑا ہے۔)

قرآن وحدیث کے ان نصوص سے یہ بات خوب ذہن نشین ہوجاتی ہے کہ ایک فرد کو جب اللہ تعالی رزق ودولت عطا فرمائے تو سب سے پہلے اسے اپنے اور اپنے گھروالوں کی ضروریات پر خرچ کرے اور ایسا کرنے پر وہ اجر وثواب کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔

فقہاء کرام نے والد پر اپنے بال بچوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی خاطر خرچ کرنے کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں چنانچہ فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:

"ایک مرد تنگدست کا ایک لڑکا صغیر ہے پس اگر مرد مذکور کمائی کرنے پر قادر ہو تو اس پر واجب ہوگا کہ کمائی کرکے اپنے بچہ کو کھلاوے۔ یہ فتاوی قاضی خان میں ہے اور اگر مرد مذکور نے کمائی کرنے سے انکار کیا کہ کمائی کرے اور ان کو کھلادے تو وہ اس امر کے واسطے مجبور کیا جائے گا اور قید کیا جائے گا۔ یہ محیط میں ہے"(۴۳)

فتاوی عالمگیری میں ذرا آگے یہ لکھا ہے:

"اولاد نرینہ جب اس حد تک پہنچ جاوے کہ کمائی کرسکے حالانکہ فی ذاتہ وہ لائق نہ ہو تو باپ کو اختیار ہوگا کہ ان کو کسی کام میں دے دے تاکہ وہ کمادیں یا ان کو اجارہ دے دے پھر ان کی اجرت و کمائی سے ان کو نفقہ دے۔۔۔۔

ایسے ہی طالب علم لوگ اگر کمائی سے عاجز ہوں کہ اس کی طرف راہ نہ پاتے ہوں تو ان کے باپوں کے ذمہ سے ان کا نفقہ ساقط نہ ہوگا بشرطیکہ وہ علوم شرعیہ حاصل کرتے ہوں نہ یہ کہ خلافیات رکیکہ وہذیان فلاسفہ کی تحصیل میں مشغول ہوں حالانکہ ایسے ہیں کہ علوم شرعیہ کی اہلیت رکھتے ہیں پس باپ کے ذمہ سے ان کا نفقہ ساقط ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو باپ کے ذمہ نفقہ واجب ہوگا(۴۴)

اسی طرح نرینہ اولاد بالغ کا نفقہ باپ پر واجب نہیں ہے الا اس صورت میں کہ پسر بسبب لنجے ہونے یا کسی مرض کے کمائی سے عاجز ہو اور جو کام کرسکتا ہے مگر اچھا نہیں کرتا خراب کرتا ہے وہ بمنزلہ عاجز کے ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے مرد بالغ اگر لنجا ہو یا اس کو گٹھیا ہو یا دونوں ہاتھ شل ہوں کہ ان سے کام نہیں کرسکتا ہے یا معتوہ ہو یا مفلوج ہو پس اگر اس کا کچھ مال ہو تو نفقہ اس کے مال سے واجب ہوگا اور اگر نہ ہو اور اس کا باپ مالدار اور ماں مالدار ہو تو اس کا نفقہ باپ پر واجب ہوگا اور جب اس نے قاضی سے درخواست کی کہ میرے واسطے میرے باپ پر نفقہ فرض کردے تو قاضی اس کی درخواست کو قبول کرکے فرض کرے گا اور جو کچھ وہ باپ پر فرض کرے گا باپ اسی پسر بالغ کو دے دے گا یہ محیط میں ہے۔(۴۵)

اس تمام بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں والدین کا اولین فریضہ پرورش اور تربیت اولاد ہے ان کو دینی و شرعی علوم سے اس طرح مزین کرنا کہ وہ سچے اور صالح مسلمان، اعلیٰ اخلاق و کردار کے حامل اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار اور ملک و ملت کے وفادار و معمار بن سکیں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے والدین کو اپنی تمام جسمانی قوتوں اور ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا نہایت ضروری ہے۔ یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہوسکتا ہے جب بچوں کو حصول معیشت کی کاوشوں اور محنت و اجرت کے بندھنوں سے الگ رکھا جائے۔ والدین کو اپنی کسب معاش کی عظیم ذمہ داری سے بخوبی آگاہی ہو۔ اولاد کی صحیح جسمانی پرورش اور درست تعلیم و تربیت کے کامیاب مرحلے کے بعد ان کو اپنے ذوق و شوق اور اپنی پسند کے مطابق معقول پیشے کو اختیار کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ والد کی ذمہ داری میں اس کا ہاتھ بٹا سکیں۔ اور ضعیف العمری کے دنوں میں اپنے والدین کا سہارا بن سکیں البتہ مرور زمانہ اور نامساعد حالات کی صورت میں والد کی بے بسی اور مجبوری کے پیش نظر اولاد کو اس مرحلہ سے قبل بھی حصول معاش کی

عملی جدوجہد میں شریک کیاجاسکتا ہے لیکن ایسی صورت میں معاشرے اور حکومت کو بھی اپنی ذمہ داریاں پوری کرناہوں گی جن کی تفصیل اپنی مناسب جگہ پر دی جائے گی۔

چائیلڈ لیبر اور معاشرے کی ذمہ داریاں

ہر معاشرے کے اندر انسانوں کے درمیان معاشی تفاوت کا پایاجانا ایک فطری امر ہے اس تفاوت کو خود خالق کائنات نے اپنی چند مصلحتوں اور حکمتوں کی بنا پر قائم رکھا ہے۔ لیکن حق معیشت واسباب معیشت سے فائدہ اٹھانے میں سب افراد کو برابر کا حق حاصل ہے۔ قرآن مجید میں معاشی تفاوت کو بیان کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا گیا:

"نحن قسمنابینهم معیشتهم فی الحیوۃ الدنیا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات" (۴٦)

(دنیاوی زندگی میں ہم نے لوگوں کی معیشت ان کے درمیان تقسیم کردی ہے اور اس کو اس طرح کردیا ہے کہ بعض کو بعض پر درجہ معیشت میں بلندی حاصل ہے)

قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہے:

"وھوالذی جعلکم خلئف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فی ماااتاکم" (۴۷)

(اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں ایک دوسرے کا جانشین بنایا اور بعض کو بعض پر مرتبے دیے تاکہ جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے۔)

ایک اور جگہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

"واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق فماالذین فضلوا برادی رزقهم علی ماملکت ایمانهم فهم فیه سواء افبنعمة اللہ یجحدون" (۴۸)

(اور اللہ تعالی نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری دی۔ پھر ایسا نہیں ہوتا کہ جس کسی کو زیادہ روزی دی ہے وہ اپنی روزی سے اپنے زیردستوں کو لوٹادے حالانکہ اس (روزی) میں سب برابر کے حق دار ہیں پھر کیا یہ لوگ اللہ تعالی کی نعمتوں کے صریح منکر نہیں ہورہے ہیں۔)

قرآن مجید کی ان آیات میں معیشت میں تفاوت درجات اور اس کی مصلحتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ تفاوت درجات کی ایک واضح مصلحت تو یہ نظر آتی ہے کہ اللہ تعالی ایک صاحبِ دولت کی آزمائش کرکے یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس انفرادی دولت پر جو اجتماعی حقوق عائد ہوتے ہیں انہیں وہ ادا کرتا ہے یا نہیں

کیونکہ اسلام انفرادی ضروریات کے ساتھ ساتھ اجتماعی حاجات کی تکمیل پر بھی زور دیتا ہے۔

اسلام انسانوں کے درمیان امیری اور غریبی کے اس فرق کو تسلیم کرتا ہے لیکن پہاڑ اور رائی میں جو فرق وامتیاز ہے اسلام اس امتیاز کو قبول نہیں کرتا۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ تمام انسان جسمانی وذہنی لحاظ سے برابر نہیں نتیجتاً سعی معیشت کا اختلاف بھی ناگزیر ہے۔ نیز معیشت میں تفاوت درجات اس لئے قائم کی گئی ہے تاکہ انسان کو اس کے عمل وتصرف میں آزمایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں کچھ ایسے لوگ ضرور پائے جاتے ہیں جو مختلف وجوہات کے سبب حقِ معیشت سے محروم ہوتے ہیں۔ معاشرے میں سایہ پدری سے محروم ہوجانے والے چھوٹے یتیم بچوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ایسے افراد کی بھی کوئی کمی نہیں ہوتی جو اپنے جسمانی وذہنی اعضاء کی ناکامی وناکارگی کی بنا پر کسب معاش سے قاصر ہوتے ہیں اور ان کے کم سن بچوں کو معاشی جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔ ایسی بیوہ عورتیں بھی زیادہ تعداد میں ملتی ہیں جن کا سہارا کم عمر بچوں کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ کچھ ایسے اسباب وحالات بھی ہوتے ہیں جن کی بناء پر معاشرے میں چائیلڈ لیبر کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اس طرح معاشرے میں ایسے بچوں کی تعداد خاصی کافی ہوجاتی ہے جو چائیلڈ لیبر کا شکار ہو کر نہ تو صحیح پرورش پاسکتے ہیں اور نہ ہی تعلیم وتربیت حاصل کرسکتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ملک وقوم ان کی صلاحتیوں سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھاسکتا۔ ان کی صلاحتیوں اور قابلیتوں سے استفادہ اس صورت میں ممکن ہے جب معاشرہ اپنی ذمہ داریاں سچے اسلامی جذبے سے ادا کرے۔

اسلام جس معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے اس میں ہر فرد دوسرے فرد کا سہارا ہے اس معاشرے کا ہر فرد ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں رہ سکتا۔ اس معاشرے میں ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا حق قرار دیا گیا ہے اور تمام مسلمانوں کو قریب ترین رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی میں ترجیح کا درس دیا گیا ہے۔ اسی طرح قریب ترین رشتہ داروں کو نوازنے کا دائرہ پھیل کر پورے معاشرے کو سیراب کرتا جائے گا۔ یوں اسلام میں قرابت داری اور صلہ رحمی کا انتظام چائیلڈ لیبر کو ختم کرنے میں ممد ومعاون ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ایسی ہدایات موجود ہیں۔ قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ربانی ہے:

"واعبداالله ولاتشرکوابه شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمی والمساکین والجار ذی القربی والجارالجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وماملکت ایمانکم ان الله لا یحب من کان مختالا فخوراً(۴۹)

(اور تم سب لوگ اللہ کی بندگی کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ قرابت داروں ،یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور پڑوسی رشتہ دار سے ، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی اور مسافر سے اور ان لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں احسان کا معاملہ رکھو۔ یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے پندار میں مغرور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرے۔)

اسلامی معاشرے سے چائیلڈ لیبر کے خاتمے کیلئے قریب ترین رشتہ داروں کو نوازنے اور ان کی مالی معاونت کرنے کے بے شمار احکامات قرآن مجید اور حدیث نبوی ﷺ میں موجود ہیں۔ قرآن حکیم میں ایک مقام پر حضور اکرم ﷺ کو مخاطب فرما کر یوں ارشاد ہوا:

"یسئلونک ماذاینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمی والمسکین وابن السبیل وماتفعلوا من خیر فان اللہ بہ علیم"(۵۰)

(لوگ پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں۔ آپ ﷺ فرمادیجیئے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر، رشتہ داروں پر، یتیموں پر اور مسکین اور مسافروں پر خرچ کرو اور جو بھلائی بھی تم کروگے اللہ اس سے باخبر ہوگا۔)

قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

"ان اللہ یامربالعدل والاحسان وایتای ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون"(۵۱)

(اللہ عدل، احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی و بے حیائی اور ظلم وزیادتی سے منع کرتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تم سبق لو۔)

قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی ﷺ میں بھی قرابت داری اور صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے جس سے قرابت داروں کی کفالت کرکے چائیلڈ لیبر سے نجات مل سکتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے نہایت حکیمانہ انداز میں صلہ رحمی کا حکم فرما کر بے سہارا اور مفلوک الحال بچوں کو لیبر کی مشقت سے بچانے کی قابل عمل صورت نکالی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"عن انس قال قال رسول اللہصلی اللہعلیہ وسلم من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وینسالہ فی اثرہ فلیصل رحمہ"(۵۲)

(حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق

میں کشادگی کی جائے اور اس کی اجل میں تاخیر کی جائے اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔)

اسلام میں صلہ رحمی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ وہ صدقات میں قرابت داروں کو اوروں کی نسبت فوقیت دینے پر دوہرا ثواب عطا کرتا ہے تاکہ لوگ اپنے نادار رشتہ داروں کی مالی معاونت کرنے میں شریک ہوکر ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے قابل بنادیں۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"الصدقة علی المسکین صدقة وھی علی ذی الرحم ثنتان صدقة وصلة"(۵۳)

(مسکین کو صدقہ دینا تو صرف صدقہ ہے اور رشتہ دار کو دینے میں دو باتیں ہیں صدقہ اور صلہ رحمی۔)

اسلام نے شفقت پدری سے محروم بچوں کیلئے پورے معاشرے کو ان کی نگہداشت اور پرورش و تربیت کا ذمہ دار ٹھہرا کر چائیلڈ لیبر کو ختم کرنے کی قابل فخر مثال قائم کی ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"عن سھل بن سعد عن النبی صلی اللہعلیہ وسلم قال انا وکافل الیتیم فی الجنة ھکذا وقال باصبعیة السبابة والوسطی"(۵۴)

(حضرت سہلؓ بن سعد نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے سبابہ اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے نزدیکی بتائی۔)

قرآن مجید میں قرابت داروں اور یتامی کے بعد مساکین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن حکیم کی اس ترتیب سے پتہ چلتا ہے کہ قرابت داروں اور یتامی کے حقوق کے بعد مسکین کے حق کی ادائیگی اولین اہمیت کی حامل ہے۔ اسلام نے معاشرے کے اس کمزور اور ضعیف طبقے کی مالی اعانت کرکے چائیلڈ لیبر کی بیخ کنی کو یقینی بنایا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے:

"عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہعلیہ وسلم الساعی علی الارملة والمسکین کالمجاھد فی سبیل اللہ"(۵۵)

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مساکین اور بیواؤں کیلئے دوڑدھوپ کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے:

اسلام نے مساکین کے بعد معاشرتی ترتیب کے لحاظ سے پڑوسیوں اور ہمسایوں کے حقوق کو ادا کرنے پر کافی زور دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے ہمسایہ پر احسان کرے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تکریم کرے اور جو اللہ وقیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات بولے ورنہ چپ رہے"(۵۶)

حضور اکرم ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے:

"مازال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثه(۵۷)

(جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھ کو ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہتے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ اس کو وارث بنادیں گے)

قرآن مجید میں پڑوسی کی تین قسموں کا ذکر ملتا ہے ایک تو رشتہ دار پڑوسی ہے دوسرا اجنبی ہمسایہ اور تیسرا وہ پڑوسی جس کے ساتھ کبھی بیٹھنے یا چلنے کا اتفاق ہوا ہو۔ اللہ تعالی نے ان تینوں قسم کے پڑوسیوں سے حسن سلوک ہمدردی اور مالی تعاون کرنے کی تاکید کی ہے:

معاشرے کے ہر فرد کیلئے پڑوسی کی ان تین قسموں کے ساتھ معالی تعاون کرنے کا حکم اور لامحدود بچوں کو چائیلڈلیبر سے نجات دلانے کا عملی منصوبہ ہے۔

اسلام نے معاشرہ میں عزیزواقارب، یتامی، مساکین اور پڑوسیوں سے مالی تعاون کا دائرہ پھیلا کر عامہ مسلمین تک بڑھانے کا حکم دے کر اس دائرے کو کافی وسعت بخش دی ہے۔ جس سے معاشرے کے لاکھوں کم سن بچے جو حالات کی ستم ظریفی کے باعث چائیلڈلیبر کی زد میں آچکے ہوں ان کی رہائی کی ایک عمدہ راہ بتلادی ہے۔

اسلام تمام مسلمانوں کو رشتہ اخوت و بھائی چارے میں منسلک کر کے اتحاد و یک جہتی کو پروان چڑھا کر ایک ایسا معاشرہ قائم کرتا ہے جس کا ہر ایک فرد دوسرے فرد کی مالی مدد کر کے اس کا سہارا بن سکتا ہو۔ قرآن مجید میں رشتہ اخوت کے متعلق ارشاد ہے:

"انما المؤمنون اخوة"(۵۸)

(تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں)

حدیث نبوی ﷺ ہے:

"عن ابن عمر ان رسول اللّٰہصلی اللّٰہعلیه وسلم قال المسلم اخوالمسلم لایظلمه ولایسلمه ومن کان فی حاجة اخیه کان اللّٰه فی حاجته"(۵۹)

(ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر نہ ظلم

کرتا ہے نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالی اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔)

قرآن وحدیث کے ان نصوص سے واضح ہوجاتا ہے کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر یہ ذمہ داری عائد کردی گئی ہے کہ دوسرے مسلمانوں کی ضروریات وحاجات کو پورا کریں۔ معاشرے کا کوئی مسلمان بھائی برے حالات کا شکار ہو کر اس حالت تک پہنچ جائے کہ وہ اپنے بچوں کی صحیح پرورش اور تربیت سے بھی قاصر ہو اور اس کی کم عمر اولاد کو معاشی جدوجہد کرنا ضروری ہوجائے تو اس کی اتنی مالی اعانت کی جائے جس سے اس کے بچوں کا مستقبل سنور جائے اور دوسری ضروریات زندگی بھی پوری ہوجائیں کیونکہ یہی شیوہ مومن ہے جس کی وضاحت اس حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

"عن انس قال قال رسول اللّٰہصلی اللّٰہعلیه وسلم والذی نفسی بیده لا یومن عبد حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه"(٦٠)

(حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت تک کوئی آدمی مسلمان کامل ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کیلئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔

یہ حدیث مبارکہ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ معاشرے کا ایک صاحب ثروت کبھی بھی اپنی اولاد کو چائیلڈلیبر کے عمل میں شریک کرنا گوارہ نہیں کرسکتا تو پھر عامہ مسلمین کے کم سن بچوں کی مشقت لیبر پر اسے رنجیدہ ہونا لازمی امر ہے اسے صرف رنجیدگی پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ مالی کفالت کر کے چائیلڈلیبر کے خاتمے کیلئے کوشاں رہنا چاہیے کیونکہ بچے قوم کا سرمایہ اور مستقبل کے محافظ وامین ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کیا اور ہمرے بڑے کا حق نہیں پہنچانا"(٦١)

اس پوری تفصیل سے واضح ہوجاتا ہے کہ معاشرے کو چائیلڈلیبر سے محفوظ رکھنے کیلئے ہمیں بحیثیت مجموعی مومنانہ کردار ادا کرنا ہوگا۔ معاشرے کی ابتدائی سطح سے قرابت داری اور صلہ رحمی کا انتظام کر کے مالی کفالت کا دائرہ عامہ مسلمین تک پھیلا کر ملکی وقومی سطح پر آبادی کے بیشتر حصے کو مفلسی وناداری سے بچا کر چائیلڈلیبر جیسی بیماری کا خاتمہ کر کے روشن مستقبل کی نوید سنانا ممکن نظر آئے گا۔

چائیلڈ لیبر اور حکومت کی ذمہ داری

اسلامی معاشرے سے چائیلڈ لیبر کے خاتمے کیلئے قبل ازیں والدین کے فرائض اور ذمہ داریوں کے تحت کچھ اسلامی احکام بیان کردیئے گئے ہیں پھر معاشرے میں قرابت داری اور صلہ رحمی کے کفالتی نظام کے ذریعے چائیلڈ لیبر کو نیست ونابود کرنے کے متعلق اسلام کے اصولی موقف کو اختصار کے ساتھ اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خود کفالتی نظام اور اسلام کا معاشرتی کفالتی نظام کے ذریعے چائیلڈ لیبر کے خاتمے کے سلسلے میں وعظ وتلقین، ہمدردانہ اپیلوں اور ترغیب وترہیب سے کام لیا گیا۔ لیکن اسلام معاشرے سے چائیلڈ لیبر کے خاتمے کیلئے وعظ و نصیحت اور ترغیب و تلقین پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ حکومت اور قانون کا دباؤ بھی استعمال کرتا ہے اور ایک مستقل اور پائیدار نظام تشکیل دیتا ہے جس کو نظام زکواۃ کہاجاتا ہے۔ اس نظام کا قیام ہر اسلامی حکومت پر ضروری قراردے دیا گیا ہے تاکہ معاشرے کے دولت مند افراد سے ایک مقررہ حصہ لے کر فقراء اور مساکین، معذور و مجبور، محروم المعیشت اور زندگی کی معاشی جدوجہد میں پیچھے رہ جانے والے افراد اور یتیمی و بیوگی کی بناء پر کسب معیشت سے معذور لوگوں کی مالی اعانت وکفالت کا فریضہ سرانجام دے سکے۔ اس مقدس فریضہ کی تحصیل و تقسیم کا انتظام اللہ تعالی نے اسلامی ریاست کے اولین معمار حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو سونپ کر ارشاد فرمایا:

"خذمن اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بهاوصل عليهم"(٦٢)

((اے حبیب ﷺ)ان کے اموال میں سے زکواۃ وصول کرو جو ان کو پاک کردے اور ان کا تزکیہ کرے اور انہیں دعادیں۔)

حضرت محمد ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو ملک یمن کی طرف روانہ فرمایا تو ان کو ایک حکم یہ بھی فرمایا:

"ان اللہعزوجل فرض عليهم صدقة توخذ عن اغنيائهم فترد على فقرأيهم"(٦٣)

(اللہ جل شانہ نے ان پر زکواۃ فرض کی ہے جو دولت مندوں سے لی جائے گی اور ان ہی کے ناداروں میں تقسیم کی جائے گی۔)

مولانا مودودی نے نظام زکواۃ کے متعلق کیا خوب تبصرہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

یہ مسلمانوں کی کوآپریٹو سوسائٹی ہے یہ ان کی انشورنس کمپنی ہے۔ یہ ان کا پراویڈنٹ فنڈ ہے۔ یہ ان کے بے کاروں کا سرمایہ اعانت ہے۔ یہ ان کے معذوروں، اپاہجوں، بیماروں، یتیموں، بیواؤں اور بے روزگاوں کا ذریعہ پرورش ہے۔ یہ اس بات کی ضمانت ہے کہ مسلم معاشرے میں کوئی

شخص ضروریات زندگی سے محروم نہ رہے گا اور ان سب سے بڑھ کر یہ وہ چیز ہے جو مسلمان کو فکر فردا سے بالکل بے نیاز کردیتی ہے۔(۶۴)

قرآن مجید میں زکواۃ کی مد میں جمع ہونے والی دولت کے جو ہشت گانہ مصارف کی تفصیل بیان ہوئی ہے اس کی ترتیب یوں ہے:

"انماالصدقات للفقراء والمسكين والعملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفى الرقاب والغارمين وفى سبيل الله وابن السبيل. فريضة من الله. والله عليم حكيم"(٦٥)

(یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کیلئے ہیں اور ان لوگوں کیلئے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں اور ان کیلئے جن کی تالیف قلوب مطلوب ہو نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے میں اور راہ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کیلئے ہیں۔ یہ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا و بینا ہے۔)

قرآن وحدیث کے مذکورہ بالا نصوص سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ صاحب حیثیت مسلمانوں سے جو مال و دولت زکواۃ کی شکل میں وصول کی جائے گی وہ ان ہی مصارف پر خرچ کی جائے گی جس کا ذکر آیت مذکور میں کیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ زکواۃ کی تحصیل و تقسیم اسلامی حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔

ایک اسلامی حکومت شرعی محاصل یعنی عشر و زکواۃ کے ذریعے اہل حاجت کی حاجت براری کر کے جائیلڈ لیبر پر قابو پاسکتی ہے۔ تاہم ان محاصل سے حاصل شدہ مال و دولت اس مقصد کیلئے پوری نہ ہوسکے تو اغنیاء اور اہل ثروت پر مزید ٹیکس عائد کیے جاسکتے ہیں۔ اسلامی حکومت کو مزید ٹیکس عائد کرنے کا اختیار اس حدیث مبارکہ کے بموجب حاصل ہے:

"عن فاطمة بنت قيس رضى اللهعنه قالت قال رسول اللهصلى اللهعليه وسلم ان فى المال لحقا سوى الزكواة"(٦٦)

(حضرت فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مال میں زکواۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔)

معاشرے کے اہل حاجت افراد کی حاجت براری اور ان کی معاشی ضروریات کو پورا کرنا اسلامی حکومت کے فرائض میں سرفہرست شامل ہے۔ اس مقصد کیلئے حکومت شرعی محاصل کے علاوہ معاشرے کے اندر پائی جانے والی ناہمواری اور عدم توازن کو دور کرنے کی خاطر اغنیاء لوگوں پر عدل کے ساتھ مزید

ٹیکس لگا سکتی ہے اور محروم افراد کی ضروریات کی تکمیل کر کے معاشرے کو چائیلڈ لیبر سے پاک صاف رکھ سکتی ہے۔ یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جس کو پورا کرنا ہر اسلامی حکومت پر لازم ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اصحابِ امر کیلئے یہ ایک بنیادی اصول نہایت واضح فرمادیا ہے کہ وہ محروم افراد کی ضروریات سے غافل نہیں رہ سکتے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"عن عمروبن مرة انه قال لمعاوية سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول من ولاه شیئاً من امر المسلمین فاحتجب دون حاجتهم وخلتهم وفقرهم احتجب اللّٰه دون حاجته وخلته وفقره فجعل معاوية رجلا علی حوائج الناس" (٦٧)

(حضرت عمروؓ بن مرہ سے روایت ہے انہوں نے سیدنا معاویہؓ سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے جس شخص کو اللہ تعالی نے مسلمانوں کے کسی امر کا والی بنادیا پھر ان کی ضروریات وحاجت اور محتاجی کے وقت وہ پردہ میں رہا اللہ تعالی اس کی ضروریات، حاجت اور محتاجی کے وقت پردے میں رہے گا۔ حضرت معاویہؓ نے لوگوں کی ضروریات کیلئے ایک آدمی مقرر کردیا۔

حضور اکرم ﷺ کی ایک اور حدیث مبارکہ ہے:

"من ولی من امرالناس شیئاً ثم اغلق بابه دون المسلمین اوالمظلوم او ذی الحاجة اغلق اللّٰه دونه ابواب رحمته عندحاجته وفقره افقر مایکون علیه" (٦٨)Ú

(جو شخص لوگوں کے امور میں سے کسی امر کا والی بنے پھر مسلمانوں پر اپنا دروازہ بند کر لے یا کسی مظلوم یا صاحب حاجت کیلئے دروازہ بند کرلے اللہ تعالی اپنی رحمت کے دروازے اس کی ضروریات اور حاجت کیلئے بند کرلے گا جبکہ وہ اس کا بہت محتاج ہوگا۔)

حضور اکرم ﷺ کے ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر صاحب امر حاجت مند افراد کی حاجات پوری کرنے کا بندوبست نہ کرے گا تو اللہ تعالی کی سخت ناراضگی کا مستحق ٹھہرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا امیر معاویہؓ کو اس ارشاد نبوی ﷺ کے ذریعے ان کی ذمہ داری کا علم ہوا تو آپؓ نے فی الفور اس کو پورا کرنے کا بندوبست کیا۔

عوام کی ضروریات زندگی کی تکمیل کا انتظام فی الحقیقت اس خیر خواہی کے اندر شامل ہے جو صاحبِ امر پر ضروری قرار دی گئی ہے جو حاکم عوام کے ساتھ پوری خیر خواہی نہ برتے اس کا اخروی انجام بہت برا ہوگا ایسے حکمرانوں کیلئے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد یوں ہے:

"مامن عبد یسترعیه اللّٰه رعیة فلم یحطها بنصیحة الالم یجدرائحة الجنة" (٦٩)

(کوئی بندہ ایسا نہیں جس کو اللہ تعالی رعیت پر نگہبان کردے پھر وہ خیر خواہی کے ساتھ ان کی نگہبانی نہ کرے مگر جنت کی بو نہ پائے گا)

حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ عوام اور رعیت کے ساتھ خیر خواہی کا اولین تقاضا یہ ہے کہ جن ضروریات کی عدم تکمیل سے ان کی جانیں ضائع ہوجانے کا خدشہ ہو ان کو پورا کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ شریعت نے اسلامی حکومت کو اپنے عوام کا نگہبان قرار دیا ہے۔ نگہبانی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محروم افراد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کا بندوبست کیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"الاکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته فالامام الذی علی الناس راع وھو مسئول عن رعیته"(۷۰)

(خبردار تم میں سے ہر ایک ایک رعیت کا نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔وہ امام جو لوگوں پر حاکم ہے نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔)

اس تفصیل سے واضح ہوجاتا ہے کہ ایک اسلامی حکومت اپنی رعایا کی سرپرست اور نگہبان ہوتی ہے اور ان کی ضروریات زندگی کی کفیل ہوتی ہے وہ اپنے شرعی ذرائع آمدن سے ضرورت مندوں، حاجت مندوں، معذوروا پاہج، یتیموں اور بیواؤں، فقراء ومساکین کی مالی کفالت کا فریضہ سرانجام دینے کی شرعاً پابند ہے۔ شرعی محاصل ان مقاصد کیلئے ناکافی ہوں تو پھر صاحبِ ثروت افراد سے مزید ٹیکس وصول کرکے ان مدات پر خرچ کرتی ہے تاکہ معاشرے سے معاشی عدم توازن اور ناہمواری کو بھی کم کیا جاسکے اور ساتھ ہی ساتھ دوسرے سیاسی اور سماجی مصالح کا بھی تحفظ ہوسکے۔

اسلامی حکومت کے سربراہ کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنی حدود و مملکت سے فقر و مسکنت کی جڑیں کاٹ کر عوام کی فارغ البالی کا اہتمام کرے اس مقصد کے حصول کیلئے اسے اسلام کا عادلانہ نظام زکواۃ اپنی حقیقی روح کے ساتھ قائم کرنا ضروری ہے تاکہ صاحبِ نصاب افراد سے ان کے مال ودولت کا مقررہ حصہ لے کر معاشرے کے ضرورت مندوں اور پریشان حال بندوں کی خدمت واعانت کرسکے۔ اغنیاء وثروت مند افراد سے زکواۃ کے علاوہ مزید ٹیکس وصول کرکے معاشرے کو خوشحالی اور آسودگی کی راہ پر گامزن کرکے چائیلڈ لیبر کا مکمل قلع قمع ہونا یقینی امر ہے۔ بشرطیکہ حکمران اس دولت کو اپنے ذاتی آرام وآسائش کی بجائے اجتماعی کفالت واعانت کیلئے صرف کریں۔

چائیلڈ لیبر اور مملکت پاکستان کا آئین

آئین کسی مملکت یا ریاست کی تنظیم کے عام اصولوں کی وضاحت کرتا ہے۔ حکومت کے مختلف شعبوں کے اختیارات اور ان کے باہمی تعلقات کا تعین کرتا ہے۔ آئین حکومت اور شہریوں کے تعلق کی وضاحت کرتا ہے اور شہریوں کے حقوق و فرائض کی تشریح کرتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور ۱۹۷۳ء کا حصہ دوئم بنیادی حقوق سے متعلق ہے اس دستور کے آرٹیکل ۱۱(۳) میں نمایاں درج ہے:

"چودہ سال سے کم عمر کے کسی بچے کو کسی کارخانے یا کان یا دیگر پر خطر ملازمت میں نہیں رکھا جائے گا" (۷۱)

آرٹیکل نمبر ۳۸ (الف) کے تحت درج ہے:

"مملکت عام آدمی کے معیار زندگی کو بلند کر کے، دولت اور وسائل پیداوار و تقسیم کو چند اشخاص کے ہاتھوں میں اس طرح جمع ہونے سے روک کر کہ اس سے مفاد عامہ کو نقصان پہنچے اور آجر و اجیر اور زمیندار و مزارع کے درمیان حقوق کی منصفانہ تقسیم کی ضمانت دے کر بلا لحاظ جنس، ذات، مذہب یا نسل، عوام کی فلاح و بہبود کے حصول کی کوشش کرے گی۔"

اسی آرٹیکل کی شق (د) میں مذکور ہے:

"ان تمام شہریوں کیلئے جو کمزوری، بیماری یا بیروزگاری کے باعث مستقل یا عارضی طور پر اپنی روزی نہ کما سکتے ہوں بلا لحاظ جنس، ذات، مذہب یا نسل بنیادی ضروریات زندگی مثلاً خوراک، لباس، رہائش تعلیم اور طبی امداد مہیا کرے گی" (۷۲)

مملکت پاکستان کے موجودہ آئین کے مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حکومت ایسے تمام شہریوں کو ضروریات زندگی فراہم کرے گی جو کسی بھی وجہ سے اپنی روزی نہ کما سکتے ہوں۔ چودہ سال سے کم عمر بچوں کو پر خطر ملازمت سے دور رکھا جائے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ملک میں چائیلڈ لیبر کی متعلقہ دفعات پر عمل کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش ابھی تک نظر آئی اور نہ ہی کوئی ایسا قانون وضع ہوسکا جس کی وجہ سے چائیلڈ لیبر کو معاشرے سے ختم کرنے میں مدد مل سکتی۔ اس طرح کفالت عامہ اور چائیلڈ لیبر کی متعلقہ دفعات آئین کی زیب و زینت اور آرائش کے سوا کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اپنی معاشی ذمہ داریوں کا صحیح ادراک کرے اور سچے اسلامی جذبے اور خلوص سے ان ذمہ داریوں کو پورا کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ پورا معاشرہ خوشحالی کی منزل پا کر روشن اور تابناک مستقبل کا آغاز کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے اور ملک میں وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی

چائیلڈلیبر کی روش اور اس کے رجحان کاانسداد کرنے میں فاتح نظر نہ آئے۔

ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی خوش آئند ہے کہ موجودہ حکومت نے اس نئے مالی سال کے دوران ٹریڈ پالیسی کااعلان کرتے ہوئے کہا:

"چائیلڈلیبرایک حساس مسئلہ ہے حکومت اس کو مکمل طورپر ختم کرنے کیلئے اقدمات کررہی ہے۔حکومت نے اس سال کارپٹ ایسوسی ایشن کوتین لاکھ ڈالرکی رقم فراہم کی ہے جس سے وہ چائیلڈلیبر کےخاتمے کے پروگرام کو آئی- ایل - او(I-L-O)کے تعاون سے مکمل کریں گے۔ چائیلڈلیبرفاؤنڈیشن کو بھی بچوں کی بحالی کیلئے دو کروڑروپے کا فنڈمہیا کیا گیا ہے"(۷۳)

چائلڈلیبر اور اقوام متحدہ کاادارہ محنت

انجمن اقوام متحدہ میں مزدوروں کی فلاح وبہبود کیلئے بین الاقوامی ادارہ محنت قائم کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ دنیا کے لاکھوں مزدوروں کی اقتصادی اور معاشرتی بہبود کو فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اقوام متحدہ کے تمام اراکین ممالک نے ادارہ محنت کے اقرارنامے پر دستخط کیے ہیں جو مزدوروں کے اوقات کار، معقول مزدوری، عورتوں اور بچوں سے بیگار لینے کے خلاف تحفظ وغیرہ سے متعلق ہے۔اقوام متحدہ کے قیام کا سب سے بڑا مقصد سماجی انصاف اور بنی نوع انسان کی فلاح وبہبود کو ترقی دینا ہے اور اسی مقصد کیلئے بین الاقوامی ادارہ محنت کا وجودظہورپذیر ہوا ہے۔ چائلڈلیبر کے متعلق ادارہ محنت کا فرض منصبی یوں بیان کیا گیا ہے:

ã"One of the function of the I-L O is protechion of the children y´ung persons and women(74)

("بین الاقوامی ادارہ محنت کا عظیم فرایضہ بچوں، نوجوانوں اور عورتوں کو لیبر سے تحفظ دلانا ہے")

اقوام متحدہ ایک بین الاقوامی تنظیم ہے جس کی رکنیت ہر وہ ملک اختیار کرسکتا ہے جو اس کے منشور اور پروگرام کوصدق دل سے تسلیم کرکے عمل پیرا ہونے کی یقین دہانی کرائے۔چنانچہ پاکستان نے بھی اس کے منشور وپروگرام کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی رکنیت حاصل کی ہوئی ہے۔

اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے انجمن متحدہ کے ممبر ممالک کو ہر طرح کی مالی امداد اور تعاون فراہم کرتےہیں۔ اقوام متحدہ کے ذیلی اداروں میں لیبر کے متعلق بھی ایک ذیلی ادارہ موجود ہے جسے بین الاقوامی ادارہ محنت کانام دیا گیا ہے۔اس ادارے کاواحد مقصد اقوام متحدہ کے رکن ممالک کے مزدوروں کی معاشی ومعاشرتی حالت کو بہتر بنانا ہے۔ اس ادارے کے نمائندے ہر رکن ملک کا دورہ کرکے

مزدوروں کے حالات کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ مرتب کرتے ہیں۔ مزدوروں کے مسائل و مشکلات سے آگاہی حاصل کر کے ان کے ازالہ کیلئے فنی و مالی تعاون مہیا کر کے سماجی انصاف کو فروغ دینے کی جدوجہد کی جاتی ہے۔

بین الاقوامی ادارہ محنت، بچوں، نوجوانوں اور عورتوں کو لیبر سے تحفظ دلانے کا پابند ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک کی طرح پاکستان بھی ایک پسماندہ اور ترقی پذیر ملک ہے جہاں چائلڈ لیبر کی تعداد خاصی کافی ہے جس کی بنیادی وجہ غربت اور مفلسی ہے۔ چائلڈ لیبر کے خاتمے کیلئے ضروری ہے کہ بین الاقوامی ادارہ محنت اپنے فرض منصبی کا احساس کرے اور غریب محنت کش بچوں کی بحالی و خوشحالی کیلئے اپنے منشور و پروگرام کو مؤثر انداز میں عملی جامہ پہنائے تا کہ دنیا کی معاشی زندگی کا کارخانہ بہتر طور پر چل سکے اور عام خوشحالی اور مسرور زندگی کا آغاز ہو سکے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بین الاقوامی ادارہ محنت اپنے بنیادی ماحول کے اثرات سے متاثر ہوئے بغیر تمام ممبر ممالک سے مساویانہ سلوک روا رکھے اور اپنا دائرہ عمل ہمہ گیر اور عالمگیر بنائے تو کوئی وجہ نہیں کہ پوری دنیا بالخصوص ترقی پذیر ممالک سے کارخانوں، فیکٹریوں، ملوں، کانوں اور دیگر لیبر اداروں میں کام کرنے والے کم سن بچوں کو مشقت لیبر سے محفوظ رکھا جا سکے۔

چائلڈ لیبر کے نقصانات اور ان کے ازالہ کا اسلامی لائحہ عمل

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے جس میں حضرت شعیب علیہ السلام مستاجر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اجیر کی حیثیت سے معاملہ اجرت طے کرتے ہیں۔ اس موقع پر حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے اپنے والد کو جو مشورہ دیا وہ قابل توجہ ہونے کے ساتھ ساتھ چائلڈ لیبر کے نقصان کی غمازی بھی کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

"قالت احدٰهما یابت استاجره. ان خیر من استاجرت القوی الامین"(۷۵)

(ان دونوں میں سے ایک نے اپنے باپ سے کہا ابا جان اس شخص کو نوکر رکھ لیجئے، بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور امانتدار ہو۔)

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں اجیر کیلئے قوی و امین دو خوبیاں بیان کی گئی ہیں جبکہ چائلڈ لیبر کی صورت میں ان دونوں صفت کا پایا جانا ممکن نہیں۔ بچے چونکہ جسمانی طور پر اتنی طاقت و قوت کے مالک نہیں ہوتے اور ان میں جسمانی پرورش و نمو کا مرحلہ ابھی جاری ہوتا ہے اس طرح اس جسمانی و ذہنی افزائش کے زمانے میں ان پر کسب معاش اور لیبر کی ذمہ داریاں ڈالنا ان کے جسم و ذہن کو

نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ علاوہ ازیں بچے چونکہ ذہنی طور پر بھی ناپختہ ہوتے ہیں اس لئے امین کی صفت سے خالی ہونے کی بناء پر جو کام ان کے سپرد کیا جائے گا وہ اس امانت کی حفاظت صحیح طور پر نہیں کرپائیں گے چنانچہ قرآن مجید میں اجیر کی مذکورہ دونوں صفات کو ذہن میں رکھ کر میری اپنی ذاتی رائے یہی ہے کہ چائیلڈ لیبر کی صورت میں اجیر اور مستاجر دونوں کا نقصان یقینی ہے۔ اجیر کی صورت میں بچے جسمانی وذہنی لحاظ سے ناکارہ وکمزور ہوں گے اور مستاجر کو سپرد کیئے ہوئے کام میں بطور امانت کی حفاظت نہ کرنے کا اندیشہ لاحق رہے گا۔ چائیلڈ لیبر کی صورت میں جبکہ فریقین کا نقصان ہونا یقینی ہے تو مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ چائلڈ لیبر کا خاتمہ ہونا چاہیے اور والدین، معاشرہ اور حکومت کو اپنی اپنی سطح پر اس کو ناپید کرنے کیلئے کوشاں رہنا چاہیے۔

چائیلڈ لیبر کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ بچے سنِ بلوغت سے قبل صحیح سمجھ بوجھ اور معاملہ فہم نہیں ہوتے اس طرح سرمایہ دار یا مستاجر ان کو پوری اجرت اور معاوضہ نہیں دیتا۔ چائیلڈ لیبر کے اسی نقصان کو واضح کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال الله تعالی ثلثة انا خصمهم يوم القيمة رجل اعطی بی ثم غدر ورجل باع حراماً فاكل ثمنه ورجل استاجر اجيرا فاستوفی منه ولم يعطه اجره"(٧٦)

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی فرماتے ہیں تین قسم کے انسان ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن جھگڑوں گا۔ ایک وہ آدمی جس نے میرے نام کے ساتھ عہد کیا پھر اس کو توڑ ڈالا۔ ایک وہ آدمی جس نے آزاد مرد کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھالی۔ ایک وہ شخص جس نے مزدوری پر ایک مزدور رکھا اس سے کام پورا لیا لیکن اس کو مزدوری نہ دی۔)

اس حدیث قدسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مستاجر سے اللہ تعالی کس قدر ناراضگی کا اظہار فرمارہے ہیں جو اجیر سے کام تو پورا لے لیکن اس کو اپنی مزدوری نہ دے یا پورا معاوضہ نہ دے۔ دوسری طرف چائیلڈ لیبر سے ہونے والے اجیر کے نقصان کی نشاندہی بھی کردی ہے جو اکثر سرمایہ دار کم سمجھ بچوں سے کرتے ہیں۔

چائلڈ لیبر کا تیسرا نقصان یہ ہے کہ سرمایہ دار بچوں کی حقِ اجرت تو مقرر کردیتے ہیں لیکن ادائیگی میں من مانی رکاوٹیں اور ظلم وجبر کی عجیب ترکیبیں استعمال کرکے ناپختہ اور کم سمجھ ذہنوں کو ان کے معمولی حق محنت سے فائدہ اٹھانے کا پورا موقع نہیں دیتے۔ اسلام نے چائلڈ لیبر کے اس نقصان کا نہ

صرف سدباب کیا ہے بلکہ سرمایہ دار کے اس ظلم کو ناقابل معافی قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"عن أبی هریرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال مطل الغنی ظلم" (۴۷)

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا غنی کا تاخیر کرنا ظلم ہے)

ایک اور حدیث نبوی ﷺ ہے:

"عن عبد اللّٰه بن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اعطوا الاجیرا اجره قبل ان یجف عرقه" (۴۸)

(حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو)

چائلڈ لیبر کا چوتھا نقصان یہ ہے کہ بچے چونکہ کم عقل اور کم سمجھ کے مالک ہوتے ہیں اور سرمایہ دار اور مستاجر ان کی کم عقلی اور ناسمجھی سے فائدہ اٹھا کر ان کی قوت وبساط سے زیادہ کا کام ان سے لے لیتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے چائلڈ لیبر سے ہونے والے اس نقصان کے ازالہ کیلئے تاکیدی ارشاد فرمایا:

"اخوانکم جعلهم اللّٰه تحت ایدیکم فمن جعل اللّٰه اخاه تحت یدیه فلیطعمه مما یاکل ولیبلسه مما یلبس ولا یکلفه من العمل ما یغلبه فان کلفه ما یغلبه فلیعنه علیه" (۴۹)

(تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ نے ان کو تمہارے تحت کردیا ہے تو جس کا بھائی اس کے قبضے میں ہو اسے چاہیے کہ غلام کو وہیں سے کھلائے جہاں سے خود کھاتا ہے جو خود پہنے اسے بھی پہنائے اور اسے ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اس سے نہ ہوسکے اگر ایسے کام کی اس کو تکلیف دے جو اس سے نہیں ہوسکتا تو خود اس کی مدد کرے۔)

اسلام میں اگرچہ غلامی کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے لیکن اسلامی تعلیمات میں اس طبقہ انسانیت کے متعلق وارد شدہ احکام کا اطلاق تمام مزدوروں اور ملازموں پر ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اسلام نے چائلڈ لیبر کے سلسلہ میں ہونے والے اس نصقان کے ازالہ کی بھرپور کوشش کی ہے۔ جو سرمایہ دار اس کم عقل طبقہ کے گروہ پر ان کی قوت وعقل سے زائد ان پر ڈالتے ہیں جس سے ان کے جسم وذہن کی کارکردگی بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ اسلام چائلڈ لیبر کے اس نقصان کے ازالہ کیلئے حکم دیتا ہے کہ ان سے ان کی قوت سے زیادہ کام نہ لیا جائے اور اگر کبھی ایسی ضرورت پیش آجائے تو پھر ان کی عملی اور مالی مدد کی جائے۔ چائلڈ لیبر کا

پانچوں نقصان یہ کہ مستاجر بچوں کو کم اجرت پر رضامند کرلیتے ہیں۔ ایسی رضامندی میں ان کی کم عقلی اور مفلسی کا عمل دخل خاصا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام ایسی رضامندی کو حقیقی رضامندی تسلیم نہیں کرتا مفکرِ اسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"اگر مال میں زیادتی چاہنا ایسے کام کے ذریعے ہے جس کو لوگوں کی معاونت میں دخل نہیں ہے جیسے قمار بازی یا باہمی ایسی رضامندی سے ہے جو زبردستی کے معنی کے ساتھ مشابہ ہے جیسے سود کیونکہ تنگدست آدمی مجبور ہو کر ایسی چیز کو اپنے اوپر لازم کرلیتا ہے جس کا ایفاء نہیں کرسکتااور اس کی رضامندی حقیقت میں رضامندی نہیں ہوتی پس یہ عقود اور پسندیدہ عقود اور اسباب صالحہ میں داخل نہیں ہیں بلکہ اصل حکمت مدینہ کے اعتبار سے ایسے عقود باطل اور حرام ہیں۔(۸۰)

چائلڈلیبر سے ہونے والے نقصان اور اس کے سد باب اور ازالہ کیلئے اسلامی نقطہ نظر کااجمالی تذکرہ کرنے کے بعد پاکستانی کمیشن برائے انسانی حقوق کی رپورٹ چائیلڈلیبر کی تباہ کاریوں اور نقصانات کی قلعی کھولنے کیلئے کافی ہے۔ اس کمیشن نے تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ملک میں بچوں سے جبری مشقت لینے کے کافی واقعات رونما ہوئے۔ بیس (۲۰) لاکھ سے زیادہ بچے معمولی معاوضوں پر کام کرتے ہیں ملک میں کارکنوں کا ایک تہائی، اٹھارہ سال سے کم عمر بچوں پر مشتمل ہے قانون بچوں سے جبری محنت یا مشقت پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا یہ صرف انہیں اقتصادی استحصال سے بچانے پر ہی اکتفا کرتا ہے یا انہیں ایسا کام کرنے سے روکتا ہے جو ان کی جسمانی ، دماغی ، اخلاقی یا روحانی صحت کیلئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہو۔ موجودہ حالات میں تو وہ یہ فرض سرانجام دینے سے بھی قاصر رہا ہے۔

۱۹۹۱ء کے دوران پارلیمنٹ نے ایسے خطرناک پیشوں کی فہرست میں چند اور ناموں کااضافہ کردیا ہے ۔ یہ فہرست اب بھی مختصر ہے اور اس میں جن پیشوں کو شامل کیا گیا ہے اس میں جلے ہوئے کوئلوں کو اکٹھا کرنا، انگیٹھیوں کے نیچے گڑھوں کی صفائی ، ریلوے اسٹیشنوں یا بندرگاہوں پر کھانے پینے کی اشیاء کی فراہمی یا تعمیراتی منصوبوں پر کام کرنا۔ دکانوں میں پٹاخے یا دھماکے سے پھٹنے والی چیزیں فروخت کرنا اور صنعتی یا گھریلوں صنعت کے طور پر تیار کی جانے والی مندرجہ ذیل اشیاء مثلاً بیٹریاں بنانا، قالینوں کی بنائی ، سمینٹ سازی اور دھماکہ خیز اشیاء کی تیاری میں زہریلی دھاتیں مثلاً سیسہ پارہ کیڑے مار دوائیں یا البٹاس استعمال کیاجاتا ہے۔ عملی طورپر یہ پابندی غیر مؤثر رہی مثال کے طور پر سبھی لوگ جانتے ہیں کہ قالین سازی کی صنعت اور چلتی گاڑیوں میں کھانے پینے کی چیزیں فروخت کرنے والے

بیشتر چھ برس یا چھ برس سے اوپر کی عمر کے بچے ہوتے ہیں جن کے ساتھ حادثات بھی پیش آئے۔

۱۹۹۱ء میں لاہور میں اندرون شہر جوتے بنانے والی ایک فیکٹری میں تین بچے بری طرح جھلس گئے اور انہیں نازک حالت میں ہسپتال میں داخل کرلیا گیا۔عام طور پر یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ بچوں سے کام لینے والے اجر حضرات اپنے اداروں میں انتہائی خطرناک حالات کار برقرار رکھتے ہیں جس سے بچوں کی زندگیوں کو خطرہ لاحق رہتا ہے۔۱۹۹۱ء کے دوران ایسی کوئی مثال سامنے نہیں آئی جب ایسے اداروں کے مالکان سے پوچھ گچھ کی گئی ہو جہاں بچے کام کرتے ہیں اور حالات کار کے متعلق قواعد وضوابط کی صریحاً خلاف ورزی کی جاتی ہے۔

انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے اعدادوشمار کے مطابق قالین سازی کی صنعت میں پچاس ہزار بچوں سے جبری مشقت لی جاتی ہے اور ان میں سے آدھے بارہ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی وفات پاجاتے ہیں۔(۸۱)

پاکستانی کمیشن برائے انسانی حقوق کی مندرجہ بالا رپورٹ سے چائلڈ لیبر کی تباہ کاریاں اور نقصانات کا اندازہ لگانے سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ کم عمر بچوں کو دن بھر مزدوری پر لگائے رکھنا اور ان سے مشقت کرانا نہ تو عقلاً اچھی بات ہے اور نہ اخلاقاً اس کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔

پاکستان کے موجودہ آئین میں بھی چھوٹے بچوں کو محنت ومشقت سے تحفظ حاصل ہے۔ بین الاقوامی ادارہ محنت کے منشور میں بھی چھوٹے بچوں کو لیبر سے تحفظ حاصل ہے۔ چنانچہ بین الاقوامی طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ ترقی یافتہ اقوام نے مزدوروں کی فلاح وبہبود کیلئے قوانین بنائے جن میں یہ بات بھی شامل کی گئی کہ چھوٹے بچوں سے مشقت نہ لی جائے۔ اس طرح ہر اچھائی کی طرح اس اچھے اقدام کا سہرا بھی غیر مسلم ترقی یافتہ اقوام کے سر پر سجادیا جاتا ہے حالانکہ آج سے چودہ سو سال قبل جبکہ غیر مسلم اقوام میں ان اصلاحی قوانین کا شعور بھی نہ تھا اسلام نے ہر گوشہ زندگی کیلئے ایسے اصلاح پہلو اجاگر کردیئے کہ دنیا آج بھی اس طرح کی اصلاحات نہیں کرسکتی اسی ضمن میں بچوں سے مشقت کرانے کا معاملہ بھی آتا ہے۔ جس کے متعلق ہم نے مضمون کے شروع میں چائلڈ لیبر کے متعلق اسلام کا اصولی مؤقف بیان کیا۔ اسلام میں انسان کی معاشی ضروریات کا اہتمام وانصرام کا الٰہی منصوبہ بیان کرنے کے بعد کسب معاش کیلئے عملی جدوجہد کرنے کی اہمیت اجاگر کی گئی جس کا واحد مقصد یہ بات ذہن نشین کرانا تھا کہ کسب معاش کی اس عملی دوڑ دھوپ میں کم عمر بچوں کو شریک کیے بغیر گھر کے دوسرے بالغ افراد بالخصوص صاحبِ خانہ اپنی اس بنیادی ذمہ داری سے آگاہ ہوسکے۔ اسی مقصد کی خاطر والدین کی ذمہ

داریوں پر روشنی ڈالی گئی پھر معاشرے اور حکومت کی ذمہ داریوں کو بیان کرنے کا مقصد وحید بھی یہی تھا
ہ ملک سے چائلڈ لیبر کا شاتمہ کرنے میں مدد مل سکے کیونکہ اسلامی نکتہ نگاہ سے یہ بات قطعاً جائز اور روا نہیں
کہ چھوٹے بچوں کو کسی جسمانی یا ذہنی اذیت و مصیبت میں مبتلا کردیا جائے اس سلسلے میں چند احادیث
صورت حال کو مکمل طور پر واضح کرنے کیلئے کافی ہیں جو مسلم قوم کی راہنمائی کے ساتھ ساتھ موجودہ دور کی
غیر مسلم اقوام کی اصلاح کا سامان بھی رکھتی ہیں:

"ان ابا هريرة قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم للمملوک طعامه وكسوته بالمعروف ولا يكلف من العمل الا ما يطيق"(۸۲)

(حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مملوک کیلئے کھانا اور پہننا بہتر طور پر
مہیا کیا جائے اور اس سے اتنا ہی کام لیا جائے جو اس کی طاقت کے مطابق ہو۔

"ان عمر بن الخطاب كان يذهب الى العوالى كل يوم سبت فاذا وجد عبدا فى عمل لا يطيقه وضع عنه منه(۸۳)

(حضرت عمرؓ بن خطاب ہر ہفتے کے دن ارد گرد کے دیہات میں جاتے اور کسی غلام کو اگر اس کی طاقت
سے زیادہ کام کرتا دیکھتے تو کم کردیا کرتے۔)

ان دونوں نصوص سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی کی جسمانی طاقت سے زیادہ کام لینا شرعاً
ممنوع ہے اس لئے بچوں سے مشقت کرانا کسی صورت جائز نہیں ہوسکتا۔ ایک اور حدیث میں تو بالکل
بچوں سے کام لینے کی ممانعت کردی گئی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے خطبہ دیتے ہوئے
ارشاد فرمایا:

"ولاتكلفوا الصغير الكسب(۸۴)

(اور چھوٹے بچوں کو کسب معاش کی تکلیف نہ دو۔)

اسلام کے ان واضح احکامات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کرنا بہت سہل اور آسان ہے کہ کم عمر بچوں
سے کسبِ معاش کی تکلیف کو دور کیا جائے اور والدین، معاشرہ اور حکومت کو اپنی اپنی سطح پر چائلڈ لیبر
کے مکمل خاتمے کیلئے عملی کردار ادا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

حوالہ جات

۱- سورۃ ابراھیم:۳۴

۲- سورۃ البقرہ:۲۹

۳- سورۃ الاعراف:۱۰

۴- سورہ الجمعہ:۱۰

۵- مشکواۃ المصابیح جلد دوم، باب الکسب وطلب الحلال ص:۵ مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۶- ایضاً

۷- سورہ البقرہ:۱۶۸

۸- ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، باب، معاش اور اس کے حصول کے ذریعے، ص:۳۷۵، نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی۔

۹- سورۃ سباء:۱۰-۱۱

۱۰ سورۃ الانبیاء:۸۰

۱۱- صحیح بخاری شریف، ج:۱، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، ص:۸۲۸، مکتبہ رحمانیہ لاہور

۱۲- مولانا حفظ الرحمن سیوہاوری، اسلام کا اقتصادی نظام، ص:۲۵۰، ادارہ اسلامیات لاہور

۱۳- سورۃ الکھف:۷۷

۱۴- امام غزالی، احیاء العلوم (اردو) ج:۲، ص:۱۰۹، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۱۵- ایضاً، ص:۱۱۰

۱۶- مشکواۃ المصابیح جلد دوم، باب الاجارۃ ص:۳۴۳ مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۱۷- مشکواۃ المصابیح جلد دوم، کتاب الرقاق، ص:۴۹۵ مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۱۸- سورۃ النساء:۳۴

۱۹- سورۃ آل عمران:۱۹

۲۰- سورۃ آل عمران:۸۵

۲۱- مولانا مجیب اللہ ندوی، اسلامی فقہ، ج:۱، ص:۱۸۷، پروگریسو بکس، ۴۰-بی، اردو بازار، لاہور

۲۲- ایضاً، ص:۴۲۹

۲۳- ایضاً، ص:۳۷۵

۲۴- ایضاً، ص:۴۹۲

۲۵- مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم، باب الخلع الطلاق، ص:۱۰۲ مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۲۶- مولانا مجیب اللہ ندوی، اسلامی فقہ، ج:۲، ص:۷۳، پروگریسو بکس، ۴۰- بی، اردو بازار، لاہور

۲۷- مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم، باب البلوغ والصغیر وخضانتہ فی الصغر ص:۱۲۲ مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۲۸- فتاوی عالمگیری، ج:۷ (اردو) مترجم سید امیر علی، کتاب الحجر، باب دوم حجر الفساد، ص:۵۳۱، ادارہ نشریات اسلام لاہور

۲۹- مولانا رشید احمد گنگوہی، فتاوی رشیدیہ، ص:۲۳۶، سعید کمپنی ناشران وتاجران کتب کراچی

۳۰- مولانا مجیب اللہ ندوی، اسلامی فقہ، ج:۲، ص:۶۲۱-۶۲۰، پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور

۳۱- ایضاً، ص:۱۳۶

۳۲- مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم، کتاب النکاح ص:۶۴ مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۳۳- سورۃ التحریم:۶

۳۴- مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم، کتاب الامارۃ القضاء ص:۱۸۸ مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۳۵- ایضاً باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، ص:۴۴۹

۳۶- ایضاً، باب الولی فی النکاح واستیذان المراۃ، ص:۷۳

۳۷- شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، ج:۱، ص:۷۶ قصر الحکمت پٹیالہ ہاؤس میکلوڈ روڈ، لاہور

۳۸- جامع ترمذی، ج:۲، ابواب الایمان، ص:۲۱۹، مطبع سعیدی قرآن محل کراچی

۳۹- سورۃ الطلاق:۷

۴۰- مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم، باب النفقات وحق المملوک ص:۶۰۵ مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۴۱- صحیح بخاری شریف، ج:۳، کتاب النفقات، ص:۱۶۵، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور

۴۲- صحیح مسلم شریف مع شرح نووی، ج:۳، کتاب الزکوٰۃ، ص:۳۲، خالد احسان پبلیشرز، لاہور

۴۳- فتاوی عالمگیری، ج:۲، باب نفقات، ص:۶۰۵، ادرہ نشریات اسلام لاہور

۴۴- ایضاً، ص:۶۰۸-۶۰۷

۴۵- ایضاً، ص:۶۰۸

۴۶- سورۃ الزخرف:۳۲